111 سوالات جوابات

ربیع الاغوث کی حقیقت میں

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس التحریر مناظر اہلسنت، سرمایہ اہلسنت،

حضرت علامہ مولانا مفتی الحافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

باہتمام **محمد فضیل رضا عطاری**

بیت الکتب

اسٹوڈنٹ بازار، رتن تلاؤ روڈ، نزد مقدس مسجد،

اردو بازار، کراچی۔ Mobile : 0320-4027536

نام کتاب : 111 سوال و جواب بحوالہ ربیع الغوث کی حقیقت

مصنف : ملک التحریر مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی حافظ
محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب

بااہتمام : فضیل رضا عطاری

ناشر : قطب مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی

فون : 2432429 - 0320-4027536

اشاعت جدید : ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ جولائی ۲۰۰۰ء

ضخامت : 156 صفحات

قیمت : 40 روپے

کمپوزنگ : محمد فیصل رضا

قیمت خرید 25/- روپے

☆ملنے کا پتہ☆

۱۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔
۲۔ مکتبہ غوثیہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبر ا کراچی فون 4943368
۳۔ مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی / شہید مسجد کھارادر کراچی' فون 2314045
۴۔ مکتبہ المصطفیٰ / ۵۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ / برائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی۔
۶۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی' فون 203918
۷۔ مکتبہ البصری چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ فون: 641926
۸۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ، آرام باغ کراچی فون 2637897
۹۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور / ۱۰۔ سنی کتب خانہ مرکز ۱۰۔ اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۱۰۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
۱۱۔ قادری کتب خانہ ۱۰ سنی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون : 591008
۱۲۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781
۱۳۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ / ۱۴۔ مکتبہ المعراج چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسوله الکریم الامین وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین وعلی اولیاء امة الکاملین وعلماء ملة الراسخین لاسیما امام الاولیاء ومقدام الصلحاء غوث العالمین

امابعد! فقیر نے اس سے قبل میلاد شریف کے دو درجن زائد سوالات کے جوابات لکھ کر ان کا نام رکھا ''خیر المعاد فی مسائل المیلاد'' اس کی اشاعت کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک سو گیارہ مزید سوالات کراچی باب المدینہ سے موصول ہوئے۔ ان سوالات کے مرتب فقیر کے ایک عزیز فاضل علامہ خطیب سید محمد عارف شاہ صاحب اویسی ترمذی مدظلہ ہیں اسی لئے تعمیل ضروری سمجھی ورنہ خیال تھا کہ تحریر اول جب تک شائع نہ ہو اس کے جوابات لکھنا کسی کام کے نہیں کیونکہ آج کل قدر دانوں کا حال یہ ہے کہ ضخیم کتب اور عظیم رسائل کے لکھنے کا حکم فرما دیتے ہیں لیکن دماغ سوزی کے بعد جواب ملتا ہے کہ اب ہماری کمر ٹوٹ گئی فلہٰذا معذرت خواہ ہیں۔ بہر حال یہ سوالات ۸ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بروز پیر نماز ظہر کے بعد موصول ہوئے فقیر نے بلا تاخیر ان کے جوابات کیلئے قلم اٹھا کر حضور غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی کے وسیلہ جلیلہ سے لکھنا شروع کر دیا اور ذہن میں اس کی ضخامت دو تین سو صفحات سے کم نظر نہیں آتی وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه الکریم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

سوال 1 : آپ عبد القادر جیلانی کو غوثِ اعظم کیوں کہتے ہیں ؟

جواب : یہ کالقب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک الہام بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلوت خاص میں ارشادات سے نوازا۔ وہ الہام رسالہ "الغوثیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر ۱۴۱۸ھ میں بغداد شریف بار دوم حاضر ہوا تو باب الشیخ کے سامنے ایک کتب فروش سے ایک کتاب خریدی بنام "الفیوضات الربانیه سیدنا القطب الکبیر بازالله الا شهب مولانا عبدالقادر الگیلانی ترجمه وترتیب السید الشیخ نورالدین ابا فهد باسم بن علی بن عبدالملک بن السلطان محمد بن الامام محی الدین المدرس الحسینی رئیس الطریقه القادریه اس کے صہ ۴ سے صہ ۱۳ تک یہ رسالہ پھیلا ہوا ہے اس کے اول میں یہ عبارت مرقوم ہے هذا الغوثیه وهی بطریق الالهام القلبی والکشف المعنوی رساله غوثیه (عربی زبان) میں ہے۔ وہ مکمل رسالہ اور مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "غوث اعظم" جیلانی کا لقب ہے میں پڑھئے۔

سوال 2 : غوثِ اعظم تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو غوث اعظم کہنا شرک ہے اور یہ شرکیہ نام ہے کیا غوثِ اعظم کہنے والے مشرک نہیں ؟

جواب : واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد رس نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار بھی گمراہی ہے۔ غوثِ اعظم اللہ تعالیٰ کا کوئی صفاتی نام نہیں پھر شرک کیسا۔ اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے یاد رکھئے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کا فریاد رس ہے کوئی

اس کا شریک نہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ حضرت انسان کو بنا کر اپنی صفات و کمالات کا مظہر بنایا۔ ان میں خصوصیت سے انبیاء واولیاء کو منتخب فرمایا۔ اس کا انکار سب سے پہلے ابلیس نے کیا اور اس نے یہ بھی قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ اپنے چیلے انہی انسانوں میں تیار کرے گا۔ اور اس نے دعویٰ سچ کر دکھلایا۔

۲- اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات قیاس سے بتانا گمراہی ہے اس کے اسماء صفاتی میں غوث اعظم کوئی نام نہیں۔ اگرچہ وہی سب کا فریاد رس ہے اور انبیاء واولیاء اس کی عطاو دین سے اور اس کی صفات سے موصوف ہیں۔

۳- شرعی احکام کا دارومدار عرف پر ہے صدیوں سے یہ لقب حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے مشہور ہے یہی عرف ہے شریعت کی کتابوں میں کہیں اللہ تعالیٰ کے لئے یہ نام نہیں دیکھا گیا ہے فلہذا اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا نام استعمال کرنا بدعت بلکہ الحاد ہے۔

چند سالوں پہلے وہابیوں دیوبندیوں نے ایک رسالہ شائع کیا اس کا موضوع یہی تھا جو اوپر سوال میں مذکور ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ نے اس کے جواب میں رسالہ مذکور لکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

فرقہ وہابی نجدی دیوبندی نے ایک نئی بدعت و شرارت کا آغاز کیا ہے۔ جس کے تحت محبوبان خدا کی عداوت کے سبب محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ سے آپ کے اس مسلمہ و متفقہ لقب و خطاب کو آپ سے چھیننے اور آپ کو مجبور و بے اختیار ثابت کرنے کی مہم شروع کی ہے اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ غوث اعظم آپ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے "غوث اعظم جل جلالہ" کہنا چاہئے۔ کیونکہ محبوب سبحانی کو غوث اعظم کہنا شرک کا موجب ہے۔ والعیاذ باللہ۔ حالانکہ غوث اعظم

بالاتفاق شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ہے اور آج تک کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں کیا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں غوث اعظم مذکور ہے اور نہ ہی کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا استعمال آیا ہے۔ درحقیقت بدعت فروشوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا استعمال کر کے اور "غوث اعظم جل جلالہ" لکھ کر ایک نئی بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ از خود اللہ تعالیٰ کے نئے نئے نام گھڑنا شرعاً ناروا ہے۔

۴۔ اس بدعت کا ارتکاب جس نے کیا اس کا تعارف حاضر ہے لیکن اس جرم میں تمام وہابی دیوبندی شریک ہیں کیونکہ یہ اس کی اس غلط کاروائی کے مؤید ہیں۔

"تعارف بدعت مذکور کے مرتکب کا"

"غوث اعظم جل جلالہ" کتابچہ کا مؤلف حافظ محمد ظہور الحق دیوبندی جھنڈیالی علاقہ پنڈی گھیپ کا ہے اور مولوی غلام خان راولپنڈی کے رسالہ "تعلیم القرآن" میں بھی اس کا اعلان ہوتا رہا ہے اس کتابچہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ غوث اعظم اور اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ کا استعمال حضرت موصوف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اس قدر مختص ہو گیا ہے کہ جب بھی غوث اعظم 'غوث پاک جیسے کلمات سنے یا دیکھے جائیں ذہن فوراً حضرت شیخ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

لیکن یہ تسلیم کر لینے کے باوجود اس کا مؤلف لکھتا ہے'

مسلماں سمجھتا نہیں ہے کسی کو
کبھی بھی خدا کے سوا غوث اعظم

گویا جو مسلمان ہے وہ محبوب سبحانی کو غوث اعظم نہیں سمجھتا اور جو آپ کو غوث اعظم سمجھتا ہے وہ معاذ اللہ مسلمان نہیں ہے (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)۔

نوٹ : اس فتویٰ کے بعد اب وہ فہرست ملاحظہ ہو جن اولیاء کاملین اور علماء راسخین نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "غوث اعظم" مانا اور کتابوں میں لکھا ہے۔

فہرست

وہ اولیاء ومشائخ اور علماء سلف وخلف حضرت غوث پاک کو ہی غوث اعظم غوث الثقلین کہتے لکھتے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم نہیں لکھا۔

(۱) علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی "شارحِ مشکوٰۃ شریف" نے فرمایا قطب الاقطاب الغوث الاعظم۔ شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین (الاخبار الاخیار صہ ۹)

(۲) امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا' "تمام اقطاب ونجباء کو فیوض وبرکات کا پہنچنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز شیخ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں...... مجدد الف ثانی بھی آپ کا نائب اور قائم مقام ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ نور القمر مستفار من نور الشمس"

(مکتوب ۱۲۳، صہ ۲۴۸، ج سوم)

(۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا"حضرت غوث الاعظم نے (مثل قصیدہ غوثیہ) تفاخر وکلمات کبریائیہ کے ساتھ کلام فرمایا ہے اور تسخیر جہاں آپ سے ظاہر ہوئی ہے۔ آپ اپنی قبر میں بھی زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔" (ہمعات صہ ۶۱، ۸۳) جمعرات کو غوث الثقلین کی فاتحہ دے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صہ ۲۵)

(۴) ملا علی قاری "شارح مشکوٰۃ شریف" نے فرمایا"آپ قطب الاقطاب وغوث الاعظم ہیں۔" (نزہۃ الخاطر الفاتر صہ ۹)

علامہ نورالدین علی بن یوسف نے کتاب بہجۃ الاسرار اور علامہ محمد بن یحی نے کتاب ”قلائد الجواہر“ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب ”زبدۃ الآثار“ (تلخیص بہجۃ الاسرار) میں غوث الاعظم کی شان غوثیت کو خوب خوب بیان فرمایا ہے۔

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور عالم کلام میں بارگاہ غوثیت میں بزبان پنجابی اس طرح استغاثہ کیا ہے کہ'

طالب غوث الاعظم والے شالا کدے نہ ہواون ماندے ھو

سن فریاد پیراں دیا پیرا مری عرض سنیں کن دھر کے ھو

غور فرمائیں: کہ کیسے جلیل القدر بزرگانِ دین ومحدثین واولیاء کرام نے غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب سے محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے جبکہ بطور مثال یہ صرف چند حوالہ جات ہیں اور باقی تمام بزرگان دین وعلماء امت جنہوں نے غوث الاعظم کے نام مبارک کی تصریح کی ہے وہ تو بے شمار ہیں اب جو لوگ ان بزرگان دین کے اتنے بڑے لشکر کے برعکس غوث الاعظم کا انکار کریں اور اسے شرک قرار دیں۔ کنویں کے مینڈک سے زیادہ ان کی کیا حیثیت ہے؟

مکتب فکر دیوبند کے اکابر

کتب اور ان کے اکابر کے حوالوں سے بھی غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ ہی ہیں غوث الاعظم کو شرک قرار دے کر اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم جل جلالہ نہیں لکھا گیا۔

1) مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھتے ہیں روحِ مقدس حضرت غوث الثقلین، متوجہ حال ایشان گرویدہ یعنی حضرت غوث الثقلین (جن وانس کے فریاد

رس) کی روح مقدس میرے پیر کے حال پر متوجہ ہوئی۔ (صراط مستقیم صہ ۱۷۷)

۲) حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں "ایک دن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ نگاہِ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریبِ غرق ہونے کے ہے۔ آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا۔" (شمائم امدادیہ صہ ۸۰)

۳) مولوی خلیل احمد دیوبندی اور رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ "حضرت غوث اعظم اور خوجہ بہاؤ الدین کو معلوم تھا کہ سید احمد صاحب کی شان بزرگ ہے۔ (براہین قاطعہ صہ ۹۱)

۴) مولوی غلام خاں پنڈوی کے استاذ مولوی حسین علی واں بھچروی کی کتاب "بلغۃ الحیران" صہ ۴۴ میں بھی آپ کو غوث الاعظم لکھا ہے۔

۵) دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری کا بیان ہے کہ "ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر سے پہلے گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظم کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے یہ ہماری گیارہویں ہے۔" (ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ فروری، ۹ جون ۱۹۶۱ء)

ملاحظہ فرمائیے : مذکورہ حوالہ جات میں آپ کو کس طرح متفقہ طور پر غوث الثقلین وغوث الاعظم تسلیم کیا گیا ہے بلکہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے اکابرین کی تصریح کے مطابق غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جہاز غرق ہونے سے بچالیا۔ آپ کو صدیوں بعد سید احمد بریلوی اور اس کے مریدین کے احوال بھی معلوم ہوگئے اور روحانی توجہ بھی فرمائی۔ مولوی احمد علی کے بقو ذکر جہر وماہانہ گیارہویں کے بجائے ہفت روزہ گیارہویں کا جواز وثبوت بھی

ہو گیا۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔ بہر حال چونکہ آپ غوث الاعظم و غوث الثقلین ہیں اسی لئے آپ کو پیر دستگیر بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جنوں انسانوں میں سے جو فریاد کرتا اور آپ کی پناہ چاہتا ہے بفضلہ تعالیٰ آپ اس کی فریادرسی ودستگیری فرماتے ہیں۔

۲) دیوبندی مذہب کا ترجمان ہفت روزہ "دعوت" لاہور ایک معترض کے جواب میں لکھتا ہے کہ "سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے لئے لفظ "غوث" کا استعمال حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے مواعظ میں بھی عام ہے۔ اگر آپ کو ان اکابر دیوبند پر اعتماد نہیں تو کم از کم اوپر کے فقہاء احناف کے بارے میں تو آپ ابھی تک اتنے بدگمان نہیں ہوں گے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری جو فقہاء حنفیہ میں نہایت ممتاز بزرگ گذرے ہیں۔ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵ پر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق رقمطراز ہیں'

"القطب الربانی والغوث الاعظم الصمدانی سلطان الاولیاء والعارفین"

کیا حدیث وفقہ اور علم کلام کے یہ بلند پایہ امام اسلام کے توحید جیسے بنیادی اور نازک مسئلہ میں بھی ابھی تک بے خبر ہیں۔ معاذ اللہ

اگر ان ائمہ اعلام اور فقہائے کرام پر اعتماد اٹھ جائے تو باقی ہمارے پلے میں رہتا ہی کیا ہے؟ حضرت شیخ احمد رفاعی کی کتاب "البنیان المشید" کا اردو ترجمہ جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نگرانی میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے کیا تھا۔ اس میں کئی مقام پر لفظ "غوث" کا استعمال ملتا ہے۔ (اخبار "دعوت" لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء صہ ۲)

دیوبندیوں وہابیوں پر سوال

انہی چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہوئے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ

- دیوبندی واہل حدیث حضرات کے مذکورہ پیشوا اور دیگر اکابر' علماء امت جنہوں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد رس) اور جن وانس کا فریاد رس (غوث الثقلین) سمجھا لکھا اور کہا ہے کیا وہ مشرک تھے یا مسلمان؟ کہ '

مسلماں سمجھتا نہیں ہے کسی کو
کبھی بھی خدا کے سوا غوثِ اعظم

- کیا ان حضرات کو علم نہیں تھا کہ خدا کے سوا کسی کو غوثِ اعظم نہیں سمجھنا چاہئے اور غوثِ پاک کو غوثِ اعظم کہنا اسلام کے خلاف ہے۔ کیا ان کا علم و تحقیق غلط تھی یا مؤلف کتابچہ کی پارٹی ان سے زیادہ تحقیق وعلم کی حامل ہے؟
- اور نہ سہی کیا اکابر علماء اہل حدیث و دیوبند میں سے پہلے کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے غوث اعظم جل جلالہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہنے کو منع کیا ہے؟ کیا یہ نئی بدعت صرف موجودہ دیابنہ وہابیہ ہی کی پارٹی کے حصے میں آئی ہے جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے غوث اعظم جل جلالہ کی موجد دیوبندی پارٹی کے اکابر علماء نے صرف شاہ جیلانی ہی کو غوث اعظم و غوث الثقلین نہیں کہا بلکہ اس سے تجاوز کر کے اپنے مولویوں کے حق میں بھی اسے استعمال کیا ہے۔

۱) دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن' مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حق میں لکھتے ہیں'

جنید و شبلیؔ ثانی ابو مسعود انصاری
رشید ملت ودیں غوث اعظم قطب ربانی (مرثیہ صہ ۵)

۲) مولوی عاشق الٰہی دیوبندی نے لکھا ہے:

قطب العالم قدوۃ العلماء غوث اعظم
مولوی رشید احمد محدث گنگوہی (تذکرۃ الرشید صہ ۲)

۳) مولوی غلام خاں صاحب کے استاد شیخ مولوی حسین علی کی مشہور کتاب "بلغۃ الحیران" کے صہ ۴ پر لکھا ہے:

قطب الواصلین غوث الکاملین
حضرت حاجی دوست محمد صاحب

۴) بانی دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی لکھتا ہے:

بآں شاہ شہید حاج حرمین
شہ عبدالرحیم غوث دارین
(قصائد قاسمی)

۵) قصائد قاسمی میں سلطان عبدالحمید کی جناب میں مولوی ذوالفقار علی کی زبانی مذکور ہے۔ اذانت عون الحق غوث الخلق والرکن الشدید (قصائد قاسمی صہ ۱۹)

انتباہ

ان حوالہ جات کو دیکھیں اور غور فرمائیں کہ جو آج حضرت غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہنا شرک وخلاف اسلام قرار دے رہے ہیں ان کے اکابر

کس قدر واضح الفاظ میں اپنے امراء وعلماء ومشائخ کو غوث اعظم غوث کاملین غوث وارین وغوث الخلق لکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ نام نہاد موحدین اپنے اکابر کو تو کچھ نہیں کہتے مگر شہنشاہ بغداد کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کہنے پر انہیں شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

غوث کا شرعی معنی

یہ لوگ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین غوث اعظم ماننے سے انکاری ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور دیگر مقبولان بارگاہ کو کن فیکون کی شان بھی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے "فتوح الغیب" شریف میں خود نقل فرمایا۔ جس کا ترجمہ کتب خانہ وہابیہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نے بدیں الفاظ شائع کیا ہے۔ اللہ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے آدم کے بیٹے میں معبود ہوں جس چیز کو کہتا ہوں کن پیدا ہو فیکون پس وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کروں گا کہ تو کسی چیز کو کن کہے گا فیکون پس وہ ہو جائے گی اور تحقیق دیا ہے یہ مرتبہ اللہ نے اپنے بہت پیغمبروں دوستوں اور بنی آدم کے خاصوں کو۔ (حوالہ مذکورہ صہ ۴۴-۴۵)

فرمودۂ غوث اعظم

خود حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غوث کا معنی ومطلب واضح فرمایا کہ غوث وہ ہوتا ہے جس کی تدبیر تقدیر بن جائے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی کس طرح تدبیر تقدیر بنتی تھی اس قسم کے واقعات "کرامات غوث اعظم" میں بیشمار ہیں۔

غوث کے لغوی و شرعی معنیٰ میں مناسبت

یہاں لغوی و شرعی معنیٰ کی مناسبت عرض کردوں۔

غوث کا معنیٰ

لغت کی کتابوں میں غوث کا معنیٰ ہوتا ہے، فریادرس اور مددگار

قرآن مجید

۱) **فاسغاثه الذی من شیعته** (القصص ۱۵)

ترجمہ : "پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں" (ترجمہ مولوی محمود الحسن وہابی صہ ۵۰۱) اس نے موسیٰ سے اس کے دشمنوں کے برخلاف مدد چاہی (ترجمہ : مولوی ثناء اللہ غیر مقلد وہابی صہ ۳۹۳) اہل لغت نے بھی اس کے یہی معانی لکھے ہیں۔

فائدہ

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ آپ کو غوث اعظم اور غوث الثقلین تو کجا صرف غوث کہنا و لکھنا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ وہ برملا کہتے ہیں کہ غوث اور داتا اور مولیٰ اور سید تو صرف اللہ ہی ہے مگر اللہ رب العلمین نے قرآن مجید میں یہ تمام القاب اپنے محبوبوں کو عطا فرماکر جاہلوں کا ناطقہ بند کردیا ہے، چنانچہ ہماری پیش کردہ مذکورہ آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے استغاثہ کیا گیا لہٰذا آپ نبی و رسول ہوتے ہوئے غوث بھی تھے کیونکہ ہمارا قاعدہ ہے کہ ادنیٰ درجہ اعلیٰ درجہ میں لازماً ہوتا ہے۔

۲) **وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ** یعنی جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو

اس آیت سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء والمرسلین دینے والے یعنی داتا بھی ہیں

۳) جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ کو مولیٰ کے لقب سے نوازا گیا ہے کما قال تعالیٰ'

ان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین۔

۴) حضرت یحیٰ علیہ السلام کو سید ہونے سے سرفراز کیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ'

سیداً وحصوراً ونبیا من الصٰلحین

فائدہ

قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ غوث' دانا' مولیٰ اور سید کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کا بخشا ہے۔ لہٰذا اب ان القاب کو بزرگوں کے لئے استعمال کرنے میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہ رہی۔ ان واضح آیات کے باوجود منکرین کے انکار و اعراض پر ہمیں سخت تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ انہیں کے اکابر نے حضرت غوث الاعظم کو غوث اعظم اور غوث الثقلین کہنے اور لکھنے میں ہمارے ساتھ کلی اتفاق کیا ہے۔ چند حوالے گزر چلے۔

غوث اعظم دیوبندیوں کے گھر میں

۱) علماء دیوبند وہابیہ کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ نے لکھا ہے' حضرت غوث پاک قدس سرہ کلیات صہ ۳۷ غوث الاعظم، شمائم امدادیہ صہ ۴۳، ارباب معارف سے غوث ہے' یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سید کریم ہوتا ہے' آدمی حالت اضطراب میں محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم فہم اور اسرار مکنون اس سے چاہتے ہیں اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے' شمائم امدادیہ صہ ۴۳، خود حاجی صاحب کو غوث دوران لکھا گیا ہے۔ کلیات امدادیہ صہ ۸۱، تھانوی صاحب نے لکھا ہے۔ حضرت غوث الاعظم' امداد المشتاق صہ ۸ ے و صہ ۱۵۸، غوث الکاملین غیاث الطالبین، امداد المشتاق صہ ۱۹۹، غوث

اعظم، افاضات یومیہ ج ا، صہ ۲۵۹-۳۳۹، غوث پاک، افاضات ج ا، صہ ۲۵، غوث اعظم و غوث الثقلین، فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی دیوبندی وہابی صہ ۳۲۰، گنگوہی صاحب کو غوث اعظم کہتے ہیں۔ مرثیہ صہ ۵ تذکرۃ الرشید ج ا، صہ ۲ غوث صمدانی ارباب طریقت صہ ۴۲ لغیر مقلدین مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کی مکمل کتاب بنام "غوث الاعظم" اور اس میں بار بار غوث اعظم کا لقب آپ کے لئے استعمال کیا گیا ہے، غوث الثقلین، صراط مستقیم صہ ۱۰۵، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳، صہ ۲۵۹-۲۰۳-۲۰-۲۳، غوث الاعظم، فتاویٰ نذیریہ ج ا، صہ ۱۱۳ الغیر مقلد وہابی۔

فائدہ

ان حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ اہلسنت کی طرح دیگر فرقوں کے اکابر واصاغر بھی لقب غوث اعظم اور غوث الثقلین غیر خدا کیلئے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ بالخصوص یہ لقب حضرت پیران پیر دستگیر ابو محمد سیدنا الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کے لئے درجہ شہرت حاصل کر چکا ہے گویا جب بھی یہ لقب سامنے آتا ہے تو فوراً آپ کی طرف خیال چلا جاتا ہے اگر اس لقب کا استعمال اتنا وسعت نہ رکھتا تو ہمارے مخالفین کے اکابر غیر خدا کے لئے کبھی بھی اس کا ارتکاب نہ کرتے۔

نوٹ: ضخامت سے بچنے کے لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں مزید وضاحت و تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ "غوث اعظم جیلانی کا لقب ہے" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال 3 ہم نے سنا ہے وہ شیخ عبدالقادر جیلانی تھے آپ شیخ بھی کہتے ہیں پھر سید کیوں کہتے ہیں؟

جواب : دراصل یہ یہودیوں اور شیعوں کے ایک گندے عقیدے کا شوشہ ہے جسے وہابی دیوبندی شرم کے مارے کھل کر نہیں کہنا چاہتے ورنہ یہ سوال دراصل انہی یہودیوں اور شیعوں کے عقیدہ کا ترجمان ہے۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔ (انشاء اللہ)

قبل اس کے کہ فقیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیادت پر کچھ عرض کرے فقیر ناظرین سے گذارش گذار ہے کہ جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سید ہونے میں کسی کو شک وشبہ نہیں تو پھر اس سوال کا کیا فائدہ کہ شیخ بھی ہیں تو سید کیوں کہتے ہیں۔ بھلا اس میں کون سی قباحت ہے کہ حضور غوث اعظم شیخ بھی ہیں تو سید بھی ہوں تو کیا حرج ہے ایک شخص قرآن کا حافظ بھی ہو اور عالم بھی اس کے علاوہ بھی اس میں کئی صفات ہو سکتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس سوال سے کوئی کھوٹ ہے اور وہ وہی ہے جو فقیر نے اوپر عرض کر دیا ہے۔ اب حوالہ ملاحظہ ہو۔

یہودیوں اور شیعوں کا مشترکہ عقیدہ

حضور غوث صمدانی سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی

رضی اللہ عنہ کو یہودی اور شیعہ ایرانی نسل کہتے ہیں معاذ اللہ۔ یہ لوگ آپ کو سید نہیں مانتے۔ انگریز کے سوال کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے پڑھئے اور شیعہ کی عبارات اور اس کے جوابات آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یہ غلط خیال ہے کہ آپ ایرانی النسل تھے۔ اس دعویٰ کے لئے کوئی سند پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔ اگر آپ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ کے معاصرین خصوصاً وہ علماء جو آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے۔ مثلاً مفتی عراق ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکری البغدادی اپنی کتاب "انوار الناظر" میں جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی سیرت سے متعلق ہے' اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔ ایرانی

حبشی' زنجی (نیگرو) یا تر کی نسبت ۔ ۔ اس زمانے میں مسلمان پست تصور کرتے تھے اور نہ قرون وسطیٰ کے کسی دور میں' کیونکہ "نیچ ذات" خالص ہندوانہ تصور حیات ہے۔ مفروضات کی دنیا وسیع ہے بلکہ بعض اوقات گھناؤنی بھی نظر آتی ہے۔ اور شیعہ کا خیال ہے کہ شیخ سید نہ تھے۔ ملاحظہ ہو (کلید مناظرہ صفحہ نمبر ۴۱۴)

جواب : یہ صرف شیعوں کی متعصبانہ چال ہے۔ وہ صرف اس لئے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیعہ عقائد کی بھرپور تردید فرمائی ہے۔ ان کا قاعدہ ہے کہ جو ان کے نظریات کا مخالف ہو اسے سب وشتم اور الزام تراشی وبہتان بازی سے نوازتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ائمہ زادوں کو معاف نہیں کیا مثلاً حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت امام حسین کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ عالم متقی اور پرہیزگار تھے۔ مروانیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں اور ایسے ہی ابراہیم بن موسیٰ کاظم اور حضرت جعفر بن علی یعنی حضرت امام حسن عسکری کے بھائی کو بھی کذاب کہا۔ پھر حسن بن مثنیٰ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ محض اور ان کے بیٹے حضرت محمد ملقب بہ نفس زکیہ کو کافر و مرتد لکھتے ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن محمد باقر اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم بن حسن اور یحییٰ بن عمر جو کہ حضرت زید بن امام زین العابدین کے پوتوں میں سے ہیں ان سب کو کافر و مرتد کہتے ہیں اسی طرح وہ تمام سادات حسینیہ وحسنیہ جو حضرت زید بن علی امام زین العابدین کی امامت اور بزرگی کے قائل ہیں سب کو گمراہ جانتے ہیں تفصیل اور حوالہ جات فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں ملاحظہ ہو۔

منابر ہیں اگر وہ غوث جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور
مت پرستوں اور یہودیوں کا چودہری لکھیں تو مجبور ہیں۔ ورنہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ
عنہ کے نسب مبارک کو تاریخ نے سورج سے زیادہ واضح کیا ہے۔

دلائل از کتب شیعہ

۱) شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے ”تذکرۃ السادات“ میں لکھا ہے کہ،

”سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر جیلانی موسی جون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہ منتھی می شود“

کتاب مذکور کی عبارت مسطور بالا لکھ کر منکرین کو یعنی شیعوں کو یوں سمجھاتے ہیں کہ،

”ہر کہ طعن برایشاں دارد از روئے عقائد دارد نہ از روئے نسب واگر طعن از روئے نسب باشد لاحاصل است چرا کہ در تواریخ نسابان ماضیہ سیادت ایشان ثابت است۔“

یعنی جو کوئی مذہب شیعہ میں ان پر طعن کرتا ہے تو بوجہ ان کے مذہب (سنی) کے ورنہ آپ کے نسب پر کسی کو طعن کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں اگر کوئی کرے الٹی تو بے وقوفی ہے اس لئے کہ سابق دور میں جتنا نسب بیان کرنے والے محققین ہیں سب کے نزدیک آپ کی سیادت مسلم ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ،

”سید قطب الدین حسنی حسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین

است۔"

۲) مرتضیٰ شیعی نے "بحر الانساب" میں لکھا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی منسوب است بعبید اللہ بن یحییٰ بن محمد رومی بن داؤد الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی الخ یاد رہے کہ حضرت موسیٰ حسن مثنیٰ کے پڑوتے ہیں۔

۳) روضۃ الشہداء میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ قطب الاقطاب سیدی محی الدین عبدالقادر قدس سرہ منسوب است بعبداللہ بن یحیی۔

اہل سنت کی کتب سے دلیل

ان کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ چند ایک مشاہیر کے اسماء درج ذیل ہیں۔

عارف جامی نفحات الانفس میں' ملا علی قاری نے نزہۃ الخاطر میں علامہ علاؤالدین نے تحفۃ الابرار میں علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں سلالۃ الافاضل علامہ سید محمد مکی نے سیف ربانی میں علامہ شیخ سراج الدین شافعی نے درر الجوہر علامہ سید مومن نے نور الابصار وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) فی غیر حالا یعلم عددہم الا اللہ ورسولہ الاعلی (جل جلالہ وﷺ) فقیر صرف علامہ شہیر فہامہ بے نظیر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے۔

"الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی سید شریف الطرفین صحیح النسبین من الابوین الامام الا

حسنین الحسن والحسین بحسب الا بتداء الذی
علیه الانتهاء متواتر صحیح ثابت ظاہر کظهور
الشمس فی اربعته النهار لا یقبل الجمجمته
والنزاع کما علیه الا جماع۔رغما للمبتدعة
الرفضه اهل الزیغ والنفاق والشقاء حفظنا الله
والمسلمین من کین الحاسدین الضالین
یحسدون الناس علی ماآتاهم الله من فضله وهو
ارحمه الراحمین فلا حاجته الا قامة الدلیل علی
هذا النسب الشریف الواضح البرهان المشهور
لکل مکان کما قال الشاعر ۔فلا یصح فی
الاذهان شیئ اذا احتاج النهار الی دلیل"
(نزہتہ الخاطر)

اسی طرح حجۃ البیضاء میں لکھا ہے کہ'

"الشیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر
الحسنی الحسینی الجیلانی رحمة الله نسبه
الشریف من جانب الام الی الامام الهمام سیدنا
الامام حسین ثبتت برواته المعتدات من

المعتبرات الثقات العلماء المحدثین والمورخین والفقہاء الکاملین العالمین رحمہم اللہ تعالیٰ۔"

(ف) ہم نے اختصار کے پیش نظر ان دو عبارتوں اور چند کتابوں کے اسماء پر اکتفا کیا ہے ورنہ سینکڑوں سے تعداد آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ چونکہ وہ طویل لاطائل اور امر لاحاصل ہے اسی لئے ترک کردیا۔ منصف مزاج کے لئے اتنا کافی۔ اور ضدی ہٹ دھرم کے لئے دفاتر بھی ناکافی۔

نوٹ : اس سوال کے جواب کی تفصیل میں فقیر کے دو رسالے مطبوعہ ہیں۔ "نسب غوث الوارئی اور کیا غوث اعظم سید نہیں"۔

سوال 4 : وہ ایک عالم دین تھے زیادہ سے زیادہ ولی تھے۔ پھر آپ ان کو کیوں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں ؟

جواب : یہ اس طرح کا سوال ہے جو ان دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں اور رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا کہ نبی علیہ السلام ہمارے جیسے بشر تو ہیں ہی صرف انہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت دی ہے اسی لئے وہ نبوت کی وجہ سے بڑے ہیں اسی وجہ سے دہلوی نے حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی اور گاؤں کا چودھری لکھا اور یہ لوگ نبی پاک ﷺ کے لئے پرلے درجے کے کنجوس ہیں۔ جب یہ لوگ امام الانبیاء ﷺ کے کمالات میں بخیل واقع ہوئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیلئے ایسے سوال کریں تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ شانہ عطا فرمائے کمالات سے نوازے تو کوئی ان کا انکار کرے تو چمگادڑ کے سورج کے کمال

سے انکار پر سورج کے کمال میں فرق نہیں پڑتا تو حضور غوث اعظم کو اللہ کی عطاکردہ شانوں کے منکر سے بھی ان کے کمال میں فرق نہیں آئے گا۔

کمالاتِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شواہد

عالم اسلام میں کوئی ولی اور کوئی عالم دین ایسا نہیں جو حضور غوث اعظم کے بڑے بڑے کمالات کا قائل نہ ہو یہاں تک کہ ابن تیمیہ بھی۔ فقیر نے ان تمام حضرات کے کلمات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہاں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام محمد بن سعید بن احمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

(تفریح الخاطر - روضۃ النواظر ونزہۃ الخاطر)

شهدت برتبته جميع مشائخ
في عصره كانوا بغير تناكر

یعنی تمام مشائخ نے حضور (غوث پاک رضی اللہ عنہ) کے بلند مرتبہ کی شہادت دی ہے اور اس میں کسی کو انکار نہیں۔

اما الذين تقدموا قد بشروا
بقدومه الميمون اكرم طائر
كالعالم البصرى هو الحسن الذى
عمر طريق السالكين لسائر
من عصره السامى الى عصر الشريف
القطب محى الدين عبدالقادر

تمام اولیاء اللہ اور بڑے بڑے صاحب طریقت مشائخ جیسے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں سب نے حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ عالیہ سے لے کر سیدنا قطب الاقطاب حضرت میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ النورانی کے زمانہ اقدس تک آپ کے قدوم میمنت لزوم (بابرکت تشریف آوری) کی خوش خبری دی ہے۔

مامن رئیس کان صدر زمانہ
الا وبشرھم باکرم طائر

اپنے وقت کے ہر رئیس الاولیاء (قطب) نے اس مبارک ہستی کی تشریف آوری کی خوش خبری لوگوں کو دی۔

والکل کانوا قبلہ حجابہ
فتقدموہ وکانوا کل عساکر

جملہ (اقطاب واولیاء) جو آپ سے پہلے آئے وہ سب کے سب آپ کے دربان تھے، اور (شہنشاہ کی آمد کی خبر دینے کے لئے) لشکریوں کی طرح آپ سے پہلے آئے۔

واتی کسلطان تقدم جیشہ
شمسا تغیب کل نجم زاھر

آپ ایک بادشاہ کی طرح تشریف فرما ہوئے جس کے آگے آگے اس کا لشکر چلا (یعنی اولیاء اللہ جو حضور کے عسکری ہیں وہ آپ سے پہلے آئے اور لوگوں کو خوشخبری دی کہ بادشاہ سلامت تشریف لارہے ہیں) جس طرح سورج کے سامنے سب روشن ستارے

غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح جب آپ کا آفتاب ولایت بلند ہوا تو آسمان ولایت کے سارے روشن ستارے مدھم پڑ گئے۔

هو صاحب القدم الذی خضعت
رقاب الاولياء له بغير تشاجر

آپ وہ صاحبِ قدم ہیں کہ جن کے پائے مبارک کے آگے تمام اولیاء اللہ کی گردنیں بلا انکار جھک گئیں۔

اذقال ماموراً علیٰ کرسیه
قدمی علی رقبات کل اکابر
فحنت جميع الاولياء رء وسهم
اجلا له باديهم والحاضر

جب آپ نے حکم الٰہی کرسی پر بیٹھ کر فرمایا۔ میرا قدم جملہ اکابر اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے تو آپ کے جلال کے سامنے تمام اولیاء اللہ حاضر وغائب نے اپنے سر جھکا دیے۔

لم يمتنع احد سوی رجل سها
عن حاله من اصفهان مكابر
قد كان بين الاولياء معظما
بالعلم والحال الشريف الفاخر
لكنه غلبت عليه شقاوة
سبقت کابلیس اللعين الكافر

اصفہان کے ایک متکبر شخص کے سوا کسی نے انکار نہ کیا جو آپ کے حال سے بے خبر تھا۔ اولیاء اللہ میں علم اور عمدہ حال کے باعث اس کی بڑی تعظیم و توقیر تھی۔ لیکن اس پر شقاوت (بدبختی) غالب آگئی (اور آپ کے قدم مبارک کے آگے اپنی گردن نہ جھکائی) جس طرح شیطان ملعون کو ملائکہ میں عزت حاصل تھی لیکن بدبختی اس کے شامل حال ہوئی۔ سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ابلیس نے اس نورِ محمدی ﷺ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں جلوہ گر تھا۔ نتیجہ یہ ہو کہ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار بنا۔

فائدہ

مندرجہ بالا اشعار میں اصفہان کے جس بزرگ کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام شیخ صنعان ہے جن کا تفصیلی واقعہ آتا ہے۔ (انشاء اللہ)

شیخ صنعان ہے انہوں نے سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے فرمانِ مبارک قدمی هذاه علی رقبة کل ولی الله (میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کا انکار کیا تھا بعد میں تائب ہوئے۔ حضور سلطان الاولیاء قدس سرہ نے ان کو معاف کر دیا اور سلب شدہ حالات و درجات واپس مرحمت فرمادیئے۔

(۲) حضرت شیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف رحمة اللّٰه علیه

(مصنف بہجۃ الاسرار)

عبدله فرق المعالی رتبة
وله المماجد والفخار الافخر

(وہ اللہ کے ایسے برگزیدہ) بندے ہیں کہ ان کا مرتبہ عالی سے عالی ہے اور ان کے لئے شرافتیں اور بڑے فخر ہیں۔

وله الحقائق والطرائق فی الهدیٰ
وله المعارف کالکواکب تزهر

حقیقت اور طریقت کے آپ رہنما ہیں اور آپ کے معارف (اللہ کی معرفت کے علوم) ستاروں کی طرح روشن ہیں۔

وله الفضائل ولمکارم والندیٰ
وله المناقب فی المحافل تنشر

آپ کے فضائل، بزرگیوں، جود وسخا اور مناقب کا ذکر محفلوں میں کیا جاتا ہے۔

وله التقدم والتعالی فی العلیٰ
وله المراتب فی النهایة تکثر

بلندی میں آپ کو سبقت اور بڑائی حاصل ہے اور مقام انتہا میں آپ کے مراتب ومناصب بکثرت ہیں۔

غوث الوریٰ غیث الندیٰ نور الھدیٰ

بدرالدجی شمس الضحیٰ بل انور

وہ لوگوں کے فریاد رس اور ان کے حق میں سخاوت کی بارش اور ہدایت کے نور ہیں وہ بدر الدجی (تاریکی کو دور کرنے والے کامل ماہِ منیر) شمس الضحیٰ (روشن دن کے سورج) ہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ روشن ہیں۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت

اطوار ھا من دونہ تتحیر

آپ نے جملہ علوم نہایت عقل ودانش کے ساتھ طے کئے جن کے مسائل کو بدوں آپ کے حل کئے حیرت میں ڈالتے ہیں۔

مافی علاہ مقالۃ لمخالف

فمسائل الاجماع فیہ تسطر

آپ کے مقام ومرتبہ میں کسی مخالف کو چون وچرا نہیں کیونکہ بالاتفاق رائے سب نے آپ کے مراتب کو تسلیم کیا ہے (نہ صرف موافق اور معتقد ہی بدل وجاں حضور کے علو مراتب کے قائل ہیں بلکہ مخالفین اور منافقین بھی متفقہ طور پر آپ کی بلندی شان کو تسلیم کرتے ہیں)۔

(۳) حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزاز بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(ماخوذ از بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۴)

الحمدللہ انی فی جوار منتی
حامی الحقیقۃ نفاع وضرار

اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے کہ میں ایسے جوان کی حمایت میں ہوں جو حقیقت کے حامی ہیں، نفع اور ضرر دینے والے ہیں۔

لایرفع الطرف الا عند مکرمۃ
من الحیاء ولایغضی علی عار

سوائے سخاوت کے آنکھ اوپر نہیں اٹھاتے حیا کے باعث اور عار پر چشم پوشی نہیں کرتے۔

نوٹ: عربی میں بےشمار قصائد بزرگان دین نے حضور کی شان مبارک میں لکھے ہیں جن کا اندراج اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے۔

(۴) سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

(گنج الاسرار میں فرمایا)

شاہ میراں ہست ثانی شہ امیر
شہسوارِ معرفت روشن ضمیر

حضرت شاہ میراں ثانی شہ امیر ہیں' میدانِ معرفت کے شہسوار اور روشن ضمیر ہیں۔

ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم
چوں نہ باشد سید راہ سلیم

جن کے جد امجد مقامِ معرفت کے مالک ہوں وہ راہِ سلیم کے سردار کیوں نہ مانے جائیں

اصلِ جیلانی زباطنِ مصطفےٰ ﷺ
ایں مراتبِ قادری قدرت اِلٰہ

سرکار جیلانی قدس سرہ النورانی کے مراتب کی اصل سرکارِ دوعالم ﷺ کے باطن پاک سے یہ قادری مراتب اللہ تعالیٰ کی قدرت ہیں۔

شو مرید از جان باہو بالیقین
خاکپائے شاہ میراں راس دین

اے باھو دین کے سردار حضرت میراں محی الدین کا دل وجان سے مرید صادق رہو۔

سوال 5 : تم حنفی ہو تم کو ایک حنبلی بزرگ کی عقیدت کیوں ہے؟

جواب : اس سوال کے جواب میں فقیر کا ایک رسالہ مطبوعہ ہے "کیا غوث اعظم وہابی تھے"۔

یہ سوال دراصل وہابیوں کی طرف سے ہوا چونکہ دیوبندی ان کے چھوٹے بھائی

ہیں اسی لئے اپنے بھائیوں کی حمایت میں یہ سوال کر دیا ورنہ ان کا حق نہ تھا ایسا سوال کرنا کیونکہ یہ خود کو حنفی کہلاتے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ مستقل مجتہد تھے لیکن چونکہ آپ کے دور میں تقلید کے وجوب پر اجماع امت ہو چکا تھا۔ اسی لئے آپ نے عمداً تقلید پر عمل فرمایا تاکہ آنے والی نسلیں غیر مقلدیت کا شکار نہ ہوں اور امام احمد بن حنبل کی تقلید آپ نے ان کی التجا پر اختیار فرمائی جس کی تفصیل فقیر نے "ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین" میں کر دی ہے۔ چونکہ ہر ولی کامل کسی نہ کسی امام کا مقلد ہے اور یہ امور شرعیہ سے متعلق ہے اسی لئے ہم امور شرعیہ میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور امور سلوک و معرفت میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پیروکار۔ اسی لئے سرے سے یہ سوال ہی غلط ہے۔

سوال 6: اللہ تو پاک ہے لیکن غوث پاک کہنے سے اللہ کی برابری ہو جاتی ہے کیا یہ شرک نہیں؟

جواب : یہ سوال جاہلانہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس میں کیا شک ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی چیزوں کو پاک بنایا ہے۔ قرآن پاک، کعبہ پاک، حدیث پاک، ہر کھانے پینے کی ہر شے پاک، کپڑے پاک، انبیاء علیہم السلام پاک اور اولیاء پاک اس میں کون سی برابری ہے۔ اسلام کا مسلّم قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفات عطائی ہیں لیکن ان لوگوں کو چونکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا بغض ہے اسی لئے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں یہاں ایک لطیفہ کہانی پڑھ لیجئے اس سوال کے مطابق ہے۔

ہمارے ایک دوست تقریر کرتے ہوئے کہہ بیٹھے۔ مدینہ پاک، غوث پاک،

رسول پاک وغیرہ وغیرہ۔ تو جلسے میں ایک وہابی دیوبندی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مولانا صاحب آپ نے مدینہ، غوث رسول کے لفظ کے ساتھ لفظ پاک کہہ کر بہت بڑا شرک کیا اس لئے کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور تم نے غیروں کو پاک کہدیا ہمارے مولانا نے پوچھا وہ کیسے۔ اس نے کہا کہ مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے پاک صرف اپنی ذات کو کہا ہے مثلاً سبحان الذی اسریٰ بعبده، سبحان الذی سخرلنا هذا، سبحانك اللهم، سبحان الله عما يصفون، سبحان ربك رب العزة، سبحان الله حين تمسون وحين تصبحون وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی بیسیوں آیات پڑھ ڈالیں۔ ہمارے عوام ہکے بکے ہو گئے کہ واقعی وہابی دیوبندی قرآن کی درجنوں آیات پڑھ رہا ہے اسی لئے واقعی مدینہ، بغداد، غوث رسول وغیرہ وغیرہ کو پاک کہنا شرک ہو گا۔

ہمارے مولانا نے فرمایا "وہابی جی" پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک ہے تو بتایئے تم نے کھانا کھایا وہ پلید یا پاک، وہابی نے کہا پاک، پھر پوچھا پانی اس نے کہا پاک، پھر پوچھا تمہارا کپڑا کہا پاک، پھر پوچھا تمہارے نماز پڑھنے کا مصلیٰ کہا پاک، اسی طرح بیسیوں مثالیں گنوائیں تمام وہابی کہتا گیا پاک۔ پھر پوچھا تیری عورت کی شلوار کہا پاک۔

اب ہمارے عوام کی آنکھ کھلی کہ یہ لوگ اسی طرح سے دھوکہ دے کر قرآنی آیات پڑھ کر غلط مطالب بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اس پر وہابی کو اپنے جلسہ سے بھگا دیا۔

دوستو! اس طرح دیوبندیوں وہابیوں کے دوسرے مضامین کا حال ہے۔

سوال 7 : تم کہتے ہو وہ ماں کے پیٹ سے 15 سیپارے حفظ کر کے پیدا ہوئے۔ یہ کیسے ہو گیا؟

جواب : دراصل اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مظہر ہوتے ہیں مخفی میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات مسلم ہیں لیکن غیر مسلم نہیں مانتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو قرآن مجید میں منصوص ہے۔

"فاتت به قومها تحمله ط قالوا يٰمريم لقد جئت شيئًا فريا O يٰاخت هٰرون ماكان ابوك امرا سوء وماكانت امك بغيا O فاشارت اليه ط قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا O قال اني عبدالله ط اٰتني الكتٰب وجعلني نبيا O وجعلني مبٰركا اين ماكنت ص واوصٰني بالصلوٰة والزكوٰة مادمت حيا O وبرا بوالدتي ولم يجعلني جبارا شقيا O والسلٰم علي يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا O (پ۱٦، مریم)

"پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کیا یہ چیز طوفان کی اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو وہ بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور لایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ میں اٹھوں گا۔

اور فتاوٰی حدیثیہ میں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اور التکشف میں مولوی اشرف علی تھانوی نے قاعدہ لکھا کہ وہ معجزہ جو انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوتا ہے اس

طرح کرامت اولیاء کرام سے صادر ہوتی ہے۔ اس سے سمجھ لیجئے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک کرامت ہے تو جیسے معجزہ کا منکر کافر ہے کرامت کا منکر بھی منکر ہے۔ من حیث الکرامۃ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ شرعاً صحیح ہے ہاں کسی کو ایسی نقل اور حوالہ کا انکار ہو تو وہ ایک علیحدہ بحث ہے۔

سوال 8 : آپ ان کو قادری کیوں کہتے ہو؟ جبکہ نہ تابعین رضی اللہ عنہم قادری تھے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، نہ رسول پاک ﷺ، لہذا قادری کہلانا سنت کے خلاف ہے؟

جواب : یہ سوال بھی جاہلانہ ہے اس لئے کہ قادری چشتی نقشبندی سہروردی اویسی عرف پر مبنی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم سب کو مسلمان کہا ہے کما قال "**هو سماكم المسلمين**" اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اب تعارف کراتے ہوئے ہم مختلف اسماء سے معروف ہیں اور یہ طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کما قال'

"يايها الناس انا خلقنكم من ذكر وانثى وجعلنكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ط ان اكرمكم عندالله اتقكم ط ان الله عليم خبير O

(پ۲۶، حجرات)

"اے آدمیو ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار"۔

بتائیے ہم سب آدمی تو ہیں لیکن تعارف کے لئے برادریوں سے موسوم ہونا پڑے

کا یونہی ہم سب مسلمان ہیں لیکن اللہ والوں کی نسبت سے متعارف ہونا پڑے گا۔ کیونکہ کل قیامت میں ہر مسلمان اپنے پیشواء مقتداء کے ساتھ بلایا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم ندعوا کل اناس بامامھم (پ۱۵، بنی اسرائیل)

"جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ"

(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود اونچے تھے انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اونچے ہو کر کسی نیچے والوں سے منسوب ہوں یہ جاہلانہ اعتراض ہے۔

سوال 9 : گیارہویں والے پیر آپ کیوں کہتے ہیں؟

جواب : اس کی تفصیلی گفتگو تو فقیر اویسی غفرلہ نے رسالہ "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم عرف گیارہویں کے دلائل" میں لکھ دی ہے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال 10 : وظائف کی کتابوں میں ان کے ۹۹ ناموں کا وظیفہ درج ہے۔ یہ تو سراسر شرک ہے۔ انہوں نے خود بھی کبھی اپنے اتنے نام نہیں بتائے آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

جواب : ننانوے اسماء اللہ تعالیٰ کے حق ہیں احادیث مبارکہ میں حضور سرور عالم ﷺ کے ننانوے اسماء مشہور ہیں۔ اس میں تمام محدثین نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنے اسماء کا مظہر بنایا ہے اسی لئے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں برکات ہیں وہی اسمائے نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس کا انکار اسے ہے جو کمالات نبوت کا منکر ہے ورنہ مسلمان کو اس کا انکار نہیں ہو سکتا ہے۔

یونہی ولایت نبوت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کے اسماء میں بھی برکتیں رکھی ہیں۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو بڑی اونچی شان کے مالک ہیں اصحاب کہف کے اسماء میں بھی بڑی برکات منقول ہیں۔ چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں لکھا ہے کہ ان ناموں میں تاثیر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دروازے پر لگا دیے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے' مال پر رکھ دیئے جاویں تو چوری نہیں ہوتا' کشتی میں لگا دیے جائیں تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈال دیں تو آگ بجھ جاتی ہے بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے ان کا تعویذ بنا کر بازو پر باندھا جائے تو قیدی آزاد ہو جاوے بے عقل عقلمند ہو جاوے۔

اسماء اصحاب کہف: یملیخا، مکسلمینا، مرطونس، بلیتونس، سارینونس، ذونوانس، کشفیط، طنونس، کتے کا نام قطمیر ہے۔ (خازن وحاشیہ جلالین)

سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے اسماء مبارکہ کی فقیر نے شرح لکھی ہے تفصیل ومزید تحقیق اس میں پڑھئے۔

سوال 11: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر آپ ان کو مدد کیلئے پکارتے ہیں۔ کیا وہ مدد کر سکتے ہیں؟

جواب: قبل اس کے کہ ہم اس پر جواز کے دلائل پیش کریں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لفظی معنی عرض کر دینے مناسب سمجھتے ہیں تاکہ باعتبار معنی کسی کو دھوکہ دہی کا موقعہ نہ ملے۔

یا شیخ۔ اے محترم بزرگ سید سردار عبدالقادر خدا کے بندے شیئاً کچھ عنایت کیجئے

للہ خدا کے لئے یعنی فی سبیل اللہ ہمیں کچھ عطا فرمائے یا اکراماللہ ہمیں کچھ دیجئے۔

محاورہ عامہ میں بولتے ہیں اس غریب کو کچھ اللہ واسطے دو۔ اس مظلوم کی للہ مدد کرو۔ یہ چیز اللہ کے واسطے میں دیتا ہوں یہ زمین میں للہ وقف کرتا ہوں۔ یہ روپیہ للہ دیتا ہوں۔ تم للہ مجھ پر احسان کرو۔ اس نے اللہ کے لئے معاف کیا۔ میں نے خدا کے لئے چھوڑا وغیرہ وغیرہ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ محاورہ اردو میں ہے اور وظیفہ کے الفاظ عربی میں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو لفظ اردو میں جائز ہو وہ عربی میں بولنا ناجائز قرار پائے اور شیئاً نکرہ ہے الاشیاء نہیں جو تصرف کلی یا ذاتی کا احتمال پیدا کرے بلکہ لفظ للہ ہی سے واضح ہے۔ کہ وظیفہ پڑھنے والا خدا کے نام کو اپنی مشکل حل کرنے کا وسیلہ جان رہا ہے اس لئے کہ منادی کے حضور توسل ذات الٰہی کا پیش کر رہا ہے اور قطع نظر اس کے کہ لفظ للہ کا استعمال قرآن وحدیث میں بہت سی جگہ آیا ہے۔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ الخ وقومو للہ قانتیں ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین حدیث میں ہے' من اعطی للہ لایسال بوجہ اللہ الا الجنۃ ومن سئال باللہ فاعطوہ۔

آیات وحدیث مذکورہ میں جو معنی آتے ہیں وہی شیئاً للہ کے معنی بنتے ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں تو جائز اور اس وظیفہ میں ناجائز ہونے کی کون سی وجہ ہے پھر یہ وظیفہ پڑھنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو توحید ونبوت ورسالت کا قائل اور صحف سماویہ کا عامل اور صوم وصلوٰۃ پر مائل ہوتا ہے۔ قطع نظر اس کے شیئاً للہ کے وظیفہ کو لاکھوں صوفیائے کرام قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اولیاء عرب وعجم نے پڑھا ہے اور پڑھتے ہیں نفع وضرر غیر اللہ کی طرف منسوب ہونا مجاز ہے مثلاً قرآن پاک میں رب العزت جل جلالہ نے حکم

الٰہی ہاروت وماروت کو ضار فرمایا۔ وماھم بضارین الا باذن اللہ یعنی وہ ایذا نہیں دیتے مگر خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جان اور ان کے بھائی کا مالک فرمایا لااملک الا نفسی واخی حضور سید یوم النشور علیہ السلام سے کہلوایا کہ خدا کی مرضی وعطا کے سوا میں اپنی جان کو بھی نفع وضرر پہنچانے کا مالک نہیں یعنی اس کی مشیت وعطا سے تمام کائنات پر متصرف ہوں مگر بلا مشیت الٰہی جان پر بھی قبضہ نہیں رکھتا قل لا املک لنفسی ضرا ولانفعا الا ماشاء اللہ ہمارا یہی ثابت ہوا کہ نافع وضار حقیقی تو خدا عزوجل وعلا ہی ہے مگر بعطاء الٰہی انبیاء واولیاء بھی نافع وضار ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ پر یہ رباعی پڑھنا'

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر ہمت بازوئے تو

حضرت قیوم زمان امام محمد معصوم قدس سرہ نقشبندی سرہندی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوئم کے مکتوب ۱۶۲ میں شیئاً للہ کی اجازت فرماتے ہیں کہ تکملئہ مقامات مظہریہ میں شیئاً للہ کا جواز مذکور ہے۔ حضرت شیخ سید شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ عوارف میں فرماتے ہیں وقد کان الصالحون یسئلون الناس عند الفاقۃ ونقل عن ابی سعید الخرازقۃ کان یمدیدہ عند الفاقہ ویقول شیئاً للہ۔

یعنی صالحین کی عادت تھی کہ بھوک کے وقت ہاتھ لیے کر کے شیئاً للہ کہا کرتے تھے اولیاء کاملین اپنے مریدین سے کہا کرتے تھے'

گرجملہ جہاں قصد وجود تو کند

دل فارغ واردا زآن ماباش مترس

یعنی جو ہمارے حلقہ ارادت میں آ گیا اس کو کچھ فکر نہیں اگر تمام عالم کی آفتیں تیری دشمن ہو جائیں تو نہ ڈر اور ہمارے ساتھ تعلق رکھ۔

قطع نظر اس کے "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کہنے میں مخالفت شرعی کی چونکہ کوئی اصل نظر نہیں آتی تو کسی شے کے جواز وعدم جواز پر جب کوئی حکم نہ ہو تو وہ اصول میں مسکوت عنہ کہلاتا ہے اور مسکوت عنہ کے جواز میں آیہ کریمہ عفا اللہ عنہا صاف طور پر دلیل ہے علاوہ بریں اس وظیفہ کا پڑھنے والا اپنے منادی یعنی غوث پاک رضی اللہ عنہ کو نہ خدا سمجھتا ہے نہ خدا کا بیٹا نہ اس کے تصرفات میں شریک نہ مانع نہ مختار نہ ذاتی نہ متصرف کلی نہ جزئی بلکہ کہتا ہی عبد القادر ہے یعنی قادر مطلق کا بندہ اور سوال بھی بواسطہ اللہ کرتا ہے اور اس ندا کو ان تک پہنچنا بھی اگر مانتا ہے تو باذن اللہ اور ان کی امداد بھی اس طرح مانتا ہے کہ اس امداد کی توفیق رب جل علا تبارک تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک دو ستد آوی عاشق الا لطحی نبی البطے اسے کس طرح حرام یا شرک کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ہم پھر بالوضاحت سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کا اولیاء اللہ کی امداد کے ساتھ ان کے تصرفات کے ساتھ یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کے ولی کا کوئی فعل بھی بجوت ذاتی ہے بلکہ ہر فعل کو حسب مرضی حق سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ وظیفہ شرک نہیں دیوبند کے فضلاء تک اس کے جواز کے قائل ہیں۔ فقیر کا رسالہ "یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ" کا

مطالعہ کیجئے۔

سوال 12 : غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ تمہارے غوث پاک غیر اللہ ہیں۔ اللہ ان کو پکارنا شرک ہوا۔ اس کا کیا جواب دو گے ؟

جواب : یہ سوال نہایت ہی احمقانہ ہے مطلقاً غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے تو مخالفین ہزاروں بار مشرک ہوئے کیونکہ روزانہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اے فلاں، اے فلاں وغیرہ۔

ہاں کسی کو معبود سمجھ کر پکارنا ضرور شرک ہے اور جتنی آیات قرآنیہ ہیں ان سب میں یہی مراد ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' فلاتدعوا مع اللہ احدا (پ ۲۹، الجن) تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہاں پکارنا بمعنی عبادت ہے۔ اسی آیت کے بعد فرمایا' قل انما ادعوا ربی ولا اشرك به احدا "تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا"۔

یہاں بھی پکارنا بمعنی عبادت ہے اسی لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ہر دونوں جگہ بمعنی عبادت (بندگی) لکھا ہے۔ اس طرح جلالین میں ایسے مقامات پر دعا بمعنی عبادت لکھا ہے بلکہ مفسرین نے قاعدہ لکھا ہے جہاں دعا (پکارنے کے بعد) معبودان باطلہ کا ذکر ہو وہاں دعا پکارنے کے معنی عبادت ہے اس کی تفصیل فقیر کی کتاب احسن البیان اور مستقل رسالہ "فضل اللہ فی فرق من دون اللہ و محبوب اللہ" میں پڑھئے۔

معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تجربہ شاہد ہے کہ یہ لوگ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بناتے ہیں

یہ دراصل حضور سرور عالم ﷺ کا معجزہ ہے جو صدیوں پہلے نبی پاک ﷺ نے ایسے لوگوں کی خبر دی تھی کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمانوں کو مشرک بناتے پھریں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ'

"وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ قال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین (بخاری جلد ۲، صہ ۱۰۲۴)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو تمام مخلوق خدا سے شریر قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے انہوں نے کافروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات مومنوں پر چسپاں کیں۔

اس سے مزید وضاحت ملاحظہ ہو۔ مندرجہ ذیل حدیث وہابیوں دیوبندیوں کے معتمد علیہ مفسر ابن کثیر نے "آیۃ واتل علیھم نبا الذی الخ پ۹ الاعراف ۱۷۵ کی تفسیر میں حدیث لکھی ہے کہ"

حدیث شریف

عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان مما اتخوف علیکم رجل قرء القرآن حتی اذا رویت بھجتتہ علیہ وکان رداء الاسلام اعتراہ الی ماشاء اللہ انسلخ منہ ونبذہ وراء ظھرہ وسعی علی جارہ بالسیف ورماہ بالشرک۔ قال قلت یانبی اللہ ایھما اولی بالشرک؟ المرمی او الرامی؟ قال بل الرامی ....

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بھکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا، اور اس پر شرک کے طعنے مارے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ شرک کا زیادہ حق دار کون ہوگا جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی یا شرک کی تہمت لگانے والا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حق دار ہوگا۔

سوال 13 جو مر گیا وہ مٹی ہو گیا۔ مردے نہیں سنتے آپ ان کو کیوں پکارتے ہیں؟ آپ کے پاس حدیث سے حوالہ ہو تو ہم مانیں گے؟

جواب : جو مر گیا مٹی ہو گیا یہ عقیدہ کافروں کا تھا مسلمانوں میں یہ عقیدہ نہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ روح زندہ رہتی ہے اس کا جسم سے نکل جانے کا نام موت ہے اسی لئے اہل اسلام موت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ ”الموت لیس بفناء محض بل ھو انتقال من مکان الی مکان آخر“ تذکرۃ القرطبی۔ موت مٹنے کا نام نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونے کا نام ہے۔

کافروں کا عقیدہ

قرآن مجید میں درجنوں آیات ہیں جن میں صاف اور واضح طور پر فرمایا' وقالوا ء اذا ضللنا فی الارض (پ۲۱، السجدہ)

”اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے زمین میں“ (ترجمہ محمود الحسن)

دیکھا اس آیت میں کافروں کا عقیدہ بتایا کہ کافر کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں مٹی ہو جائیں گے۔

سماعِ موتیٰ

مردے سنتے جانتے اور دیکھتے ہیں کیونکہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ روح نہیں مرتی اس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے فقیر کا ایک رسالہ ہے "روح نہیں مرتی" ابن القیم نے اس کے بارے میں درجنوں سے زائد مذاہب بتائے ہیں جن کا روح میں اختلاف کے باوجود سب اسے زندہ مانتے ہیں (کتاب الروح) اس موضوع پر کہ مردے سنتے جانتے ہیں امام احمد رضا محدث بریلوی کی ضخیم تصنیف "حیوۃ الموات" کا مطالعہ کیجئے ان کے فیض وبرکت سے فقیر کا رسالہ مطبوعہ مردے سنتے جانتے ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث بخاری شریف پر اکتفا کرتا ہوں۔

سوال 14 : قرآن وسنت میں کہاں لکھا ہے کہ گیارہویں مناؤ؟

جواب : قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا یہاں صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ربنا اغفرلنا والاخواننا الذین سبقونا بالایمان (پ۲۸، الحشر)

"اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے"۔

فائدہ

اس آیت میں ان ایمان والوں کے لئے دعا کا بیان ہے جو دنیا سے کوچ کر گئے اور اس مسئلہ کی احادیث کا تو شمار ہی نہیں اسے شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں ایصال ثواب کہا

جاتا ہے اور الحمد للہ گیارھویں شریف بھی ایصال ثواب ہی ہے مختصر بیان پہلے گذر چکا ہے۔

سوال 15 : ہم جہاں جاتے ہیں جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ غوث کو مانتے ہیں ارے قرآن میں صرف اللہ کو، رسول کو اور قیامت کے دن کو ماننے کا کہا گیا ہے۔ غوث پاک کو ماننے کا کہاں لکھا ہے۔ بتاؤ؟

جواب : یہی اسلام کا نشان تو ہے کہ اللہ جل جلالہ ورسول اللہ ﷺ کو ماننے کے ساتھ اولیاء کی ولایت کا ماننا بھی فرض ہے۔ جو اولیاء کرام کی ولایت کا منکر ہے وہ معتزلی ہے اسی لئے تو ہم وہابیوں دیوبندیوں کو معتزلہ کی شاخ سمجھتے ہیں کہ انہیں بھی اولیاء کرام سے بغض تھا اور انہیں بھی بلکہ یہ ان سے دو قدم آگے ہیں کہ انہیں نہ صرف ولایت سے بغض ہے بلکہ انہیں نبوت سے بغض وعناد ہے جیسے سب کو معلوم ہے۔

سوال 16-17 : غوث اعظم کی نظر میں اور رسول پاک ﷺ کی نظر میں دنیا رائی کے برابر بھی نہیں اب نبوت اور ولایت میں فرق کیا رہا؟ دونوں برابر ہو گئے؟ نبی کی شان ہے کہ وہ ہتھیلی پر دنیا پوری کا مطالعہ کرلے لیکن ایک ولی بھی اگر ایسا کردے تو دونوں کے درمیان کیا فرق رہا؟

جواب : نبی کریم ﷺ کے لئے ایسے ماننا جیسے سوال میں لکھا ہے ممکن تو نہیں کہ وہابی دیوبندی مان لیں ایسے مان جائیں تو عین مراد تو پھر اولیاء بالخصوص حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا کمال رسول اللہ ﷺ کا فیض وکرم ہے ولایت میں نبوت کا کمال ماننا برابری نہیں بلکہ عین اسلام ہے مثلاً آصف بن برخیا کا تخت اٹھا کر لانا یہ کمال درحقیقت سلیمان علیہ السلام کا کمال تھا کہ ہر ولی کا کمال اس کے نبی علیہ السلام کے کمال کا مظہر ہوتا ہے۔

سوال 18 تا 20 : قصیدہ غوثیہ غرور و تکبر سے بھرا ہوا ہے کیا کسی کے غرور والے الفاظ کو وظیفہ بنانا جائز ہے ؟ / چلو یہ مان لیا کہ وہ غوث اعظم تھے مگر وہ اپنے زمانے تک تھے اب ہم ان کو کیوں مانیں ؟ / قدم کا مسئلہ کیا ہے ؟ سارے ولیوں کی گردن پر ان کا قدم کیسے آگیا ہے ایک ہی قدم اور وہ سب ولیوں کی گردن پر ! کیسے ؟

جواب : سوال مذکور کے مطابق ایک بد بخت نے بصیر پور سے محمد احمد نامی نے ایک ضخیم کتاب بنام "کلام الاولیاء الاکابر فی قول الشیخ عبد القادر" لکھی ہے فقیر نے اس کے رد میں اتنی ہی ضخیم کتاب لکھی "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبد القادر" فقیر کے علاوہ مندرجہ ذیل ضخیم رد لکھے جا چکے ہیں۔

۱) سعید الاولیاء علامہ محمد طارق حنفی

۲) افضلیت غوث اعظم از سعیدی صاحب

۳) تصنیف اسرار الحسنین

۴) تصنیف علامہ ممتاز احمد چشتی صاحب

اور لکھے جا رہے ہیں اور جب سے رسوائے زمانہ بصیر پوری کی کتاب شائع ہوئی ہے اس وقت سے تا حال اہلسنت کے ماہناموں و دیگر رسائل میں بصیر احمد پوری کی پٹائی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اگر توبہ کر کے نہ مرا تو قیامت میں اس کی خوب لتریشن ہو گی۔

اصل مسئلہ

قصیدۂ غوثیہ شریف یا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دیگر دعاوی یونہی اولیائے کاملین کی ایسی اونچی باتیں اپنی طرف سے نہیں ہوتیں بلکہ انہیں امر الٰہی ہوتا ہے۔

فقیر چند محققین کی آراء گرامی عرض کرتا ہے تاکہ سوال کے غلیظ مواد جڑ سے کٹ جائیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قصیدہ غوثیہ کے دعاوی کا استدلال قرآن مجید سے کیا ہے۔ نص قرآنی شاہد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہ امر الٰہی اعلان حج فرمایا۔ تمام معتبر تفاسیر میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا الٰہی! تمام مخلوق تک میری آواز کس طرح پہنچے گی تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ اعلان کریں' ابلاغ ہمارا کام ہے۔ چنانچہ مابین السماء والارض سب مخلوق نے یہ اعلان سنا۔ یہاں تک کہ اصلابِ آباء اور ارحام امہات میں اس اعلان کو سنا گیا اور خوش نصیب ارواح نے لبیک کہا۔ جب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بامور ہو کر یہ اعلان کیا تو متقدمین اور متاخرین کو سنوانا عندیت الٰہی سے کیا بعید ہے۔ اس ارشادِ گرامی کے متقدمین اور متاخرین کو شامل ہونے کی تصریح کے سلسلے میں یہ روایت نہایت مستند اور واضح ہے اور ان حضرات کے لئے قابل غور ہے جو کہتے ہیں کہ مستند کتابوں میں اس امر کی تصریح نہیں کہ متقدمین اور متاخرین اولیائے کرام اس فرمان میں داخل ہیں۔ ہم انہیں علامہ شطنوفی علیہ الرحمۃ اور مولانا جامی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر کے حوالوں سے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ متعدد مشائخ کے حوالے سے شیخ ابو سعید قیلوی علیہ الرحمۃ معاصر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد درج ہے'

لما قال الشیخ عبدالقادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تجلی الحق عزوجل علی قلبہ وجاء تہ خلعۃ من رسول اللہ ﷺ علی یدطائفۃ من الملائکۃ المقربین ولبسھا بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منھم ومن تاخر الاحیاء

باجساد هم والاموات بارواحهم وكانت الملائكة ورجال الغيب حآفين بمجلسه واقفين فى الهواء صفوفا حتى امتلاء الافق بهم ولم يبق ولى فى الارض الا حنى عنقه

ترجمہ: جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر خاص تجلی فرمائی اور رسول پاک ﷺ کی طرف سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھوں آپ کے پاس خلعت خاص آیا، آپ نے اولیائے متقدمین ومتاخرین کی موجودگی میں وہ خلعت پہنا، زندہ اولیائے کرام اپنے اجسام کے ساتھ اور جن کا وصال ہو چکا تھا اپنی ارواح کے ساتھ موجود تھے، فرشتے اور رجال غیب نے آپ کی مجلس کو گھیر رکھا تھا اور فضا میں صفیں باندھے ہوئے تھے حتی کہ افق ان سے بھر گیا اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔ اس روایت کو بعینہ عارف کامل مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی

پیر طریقت حضرت سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ۔

اگر چہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ امر الٰہی یہ ارشاد فرمانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سکر و مستی کا عالم نہ تھا، مگر پھر بھی ہم وضاحت کرتے ہیں کہ آپ نے عالم صحو و تمکین میں یہ اعلان فرمایا اور اس کی مندرجہ ذیل چند وجوہ حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ اگر یہ ارشاد یہ امر الٰہی واجب الاطاعت نہ ہوتا تو اولیائے حاضرین وغائبین

گردنیں نہ جھکاتے۔ دریں صورت اس کا عالمِ صحو میں ہونا ظاہر ہے، وگرنہ عالم سکر کے اقوال کی پیروی تو لازم نہیں۔

۲- اگر یہ ارشاد عالم سکر میں ہوتا تو آنجناب رضی اللہ عنہ کبھی نہ کبھی ضرور اس سے رجوع فرماتے جیسا کہ بعض عارفین مثلاً ابویزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے ثابت ہے کہ وہ سکر میں سبحانی ما اعظم شانی فرماتے اور صحو میں توبہ واستغفار فرماتے۔ مگر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس پر قائم رہے اور کبھی رجوع نہ فرمایا۔

۳- یہ ارشاد از قبیل اتباع نبوی ﷺ تحدیث نعمت کے طور پر ہے۔ چنانچہ حضور سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے انا سید ولد ادم ولا فخر میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے فخر نہیں ہے۔ ادم ومن دونہ تحت لوائی ولافخر آدم اور ان کے علاوہ انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا الا وانا حبیب اللہ خبردار میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے دور میں ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

مزید گذارش ہے کہ اگر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی سکر کے عالم میں ہوتا یا خلاف شریعت ہوتا تو اس دور کے محقق علماء اور مفتیانِ دین متین اس معاملے میں سراسر خاموشی اختیار نہ کرتے۔ ان میں سے کسی کا از روئے شریعت اس ارشاد کو محل طعن نہ بنانا اس بات کی دلیل ہے کہ پورے شرحِ صدر سے اربابِ شریعت اس کی حقانیت کے قائل تھے، ورنہ منصور حلاج علیہ الرحمۃ بھی کہ علماء ومشائخ کا ایک بڑا طبقہ ان کا مداح ہے، اہل شریعت کے فتویٰ کی زد سے نہ بچ سکے۔

بعض لوگ تحقیق سے دامن چھڑاتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اس ارشاد کا مقصد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مقام کا غلبہ اور برتری ہے، گردن پر پاؤں رکھنا مراد نہیں مگر یہ سراسر انصاف سے بعید ہے۔ کلام کا مقصد متکلم سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے یا ان جلیل القدر اولیائے کرام سے زیادہ کون ادراک کر سکتا ہے جو علوم ظاہر وباطن کے ماہر تھے یہ تمام اکابر گردنیں جھکارہے تھے اگر یہ مفہوم نہ ہوتا تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ انہیں اس طرح کرنے سے منع فرمادیتے یا وہ حضرات سرے سے اس طرح نہ کرتے۔ ہمارے خیال میں اولیائے حاضرین وغائبین کا گردن جھکانا اور حضرت کا ان پر قدم رکھنا ایسے حقائق ہیں جو کسی تاویل کے متحمل نہیں۔ **توجیه القول بما لایرضی به القائل** ناپسندیدہ ہے اسی طرح ہزاروں اولیائے کرام کے عمل کو غلط فہمی پر محمول کرنا بھی گستاخی کی انتہا ہے۔ روایات کے مطابق سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نامور شخصیت حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ نے تو سر جھکا کر یہاں تک فرمادیا بل علی رأسی وعینی بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر آپ کا قدم ہو۔

بعض لوگ قدم کے گردنوں پر ہونے سے اتباع اور پیروی کے معنی لینے کا تکلف بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے **فلان علی قدم فلان ای طریقة فلان** انہیں یہ معلوم نہیں کہ آپ کا ارشاد گرامی تو **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** ہے اگر وہ مفہوم مراد ہوتا تو پھر آپ کا ارشاد **کل ولی الله علی قدمی** ہوتا۔ البتہ اس محاورے کو آپ نے اپنے منظوم قصیدہ میں ایک جگہ باندھا ارشاد مبارک ہے:

ولی وکل له قدم وانی
علی قدم النبی بدرالکمال

ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں اس نبی کے قدم پر ہوں جو کمالات کا بدرِ منیر ہے۔

انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجال

میں حسنی نسب ہوں اور مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم مردانِ خدا کی گردن پر ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ

خاتم المفسرین صاحب روح المعانی علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ نے الطراز المذہب میں فیصلہ کن اور نہایت محققانہ انداز میں خلاصہ بحث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے والذی یحظر ببال ھذا العبد الفقیران القدم علی حقیقتہ کما ھو الظاہر المتبادر من اللفظ ویؤیدہ الوصف بھذہ فانھا حقیقۃ فی المشار الیہ المشاھد امحسوس وان الشیخ قدس سرہ ماقال ذالک الا علی لسان الحقیقۃ المحمدیہ

ترجمہ : "جوبات عبد فقیر کے دل میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ قدم اپنے حقیقی معنی پر ہے جس طرح لفظ کے ظاہر سے فوراً پتہ چلتا ہے پھر قدم کے ساتھ ھذہ کا کلمہ جس کی وضع ایسے مشار الیہ کے لئے ہے جو دیکھا جائے اور محسوس ہو اس معنی کی تائید کرتا ہے اور بے شک شیخ عبد القادر قدس سرہ نے حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ

فرمایا ہے"۔ (الطراز المذہب از سید محمود آلوسی ص ۲۰ مطبوعہ مصر سن طباعت ۱۳۰۳ھ

فائدہ

ہم نے علمائے محققین اور عرفائے کاملین کے متعدد حوالوں سے اس مقدس موضوع کو نہایت اعتدال اور احتیاط سے واضح کر دیا ہے اور اس کے بارے میں موجودہ دور کے بعض حضرات کے شکوک وشبہات کا ازالہ بھی کر دیا ہے ہمیں یقین ہے کہ بزرگانِ سلاسل کے متعلقین حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ ارشاد کی حقانیت اور وسعت کو پورے انشراح صدر سے تسلیم کر کے اپنے اکابر مشائخ کی روش کو اپنا کر ان کی ارواح طیبہ کے حسب منشا عمل پیرا ہوں گے۔

آخر میں ایک بار پھر عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ظاہری حیات طیبہ کے اس دور میں جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا' ہر سلسلے کے اکابر مشائخ کرام حضرت شیخ احمد رفاعی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سجزی اجمیری، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، حضرت ابوالنجیب عبد القاہر سہروردی، حضرت شیخ ابو مدین مغربی قدست اسرار ہم موجود تھے کیا متأخرین اولیائے کرام فضل وکمال میں ان سے بڑھ کر ہیں یا ان سے فیض یافتہ ہونے کا انکار کر سکتے ہیں۔ جب آسمانِ ولایت کے ایسے نامور اور درخشندہ ستارے آفتاب غوثیت کے نور سے مزید مستنیر ہوئے اور آپ کے قدم اقدس کے سامنے جھک گئے تو پھر ان کے خلفاء ومریدین بھی تبعاً قدم مبارک کی عظمت کے قائل ہوئے۔

سوال 21 : ابن جوزی نے آپ کے خلاف تلبیس ابلیس کتاب لکھی وہ آپ کے زمانے کا تھا ہم اس کی مانیں یا تمہاری؟

جواب : تلبیس ابلیس نامی کتاب حضرت ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف بلکہ مشاہیر اولیائے کرام کے خلاف لکھی یہ اس وقت کی بات ہے جب علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام صوفیہ عظام کے مخالف تھے۔ لیکن الحمد للہ بعد کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے معتقد ہوئے بلکہ ان کے مرید اور خلیفہ ٹھہرے اور اولیاء کرام کے کمالات وکرامات پر ضخیم کتاب لکھی جو بارہا مصر سے شائع ہوئی اور اب لبنان میں چھپی ہے۔

تعارف ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو الفرج عبد الرحمن عرف ابن الجوزی حدیث و تفسیر کے امام تھے جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا۔

علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس منتظم فی تاریخ الامم تلقیح فہوم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ اور لقط المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابن جوزی کی **تصنیفات** احاطہ وانداز خیال سے باہر ہیں۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ابن جوزی نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے یہ حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہلائیں تو غسل کے لیے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ بچ رہا۔

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ ہجری میں بغداد کے اندر

آپ نے انتقال فرمایا اور باب الحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے اس لیے علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر ان کا رد کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت وسست اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ، سید احمد زوقی کی تصنیفات سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے۔ علاوہ ازیں عبداللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منحرف رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا۔

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ شریف کے فارسی

ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء ومشائخ عصر ابن الجوزی کو غوث اعظم کی خدمت میں لے گئے اور معافی مانگی آپ نے معاف فرمادیا۔

علامہ ابن جوزی کارجوع

قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ ابو العباس ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوث اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی آپ نے وجوہ بیان کرنے شروع فرمائے۔ ابو العباس ابن جوزی سے پھر وجہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے وہ اثبات میں جواب دیے گئے اس کے بعد آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔

خوش اعتقادی

پھر اسی محدث ابن جوزی قدس سرہٗ کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کہا کرتے'

لامرید الشیخ اسعد من مرید الغوث

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید سے کوئی مرید بڑھ کر خوش بخت نہیں۔

ازالہ وہم

مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفوی ﷺ وکرامات اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقت حال پر پردہ ڈال کر دھوکہ دیدیتے ہیں۔ مثلاً انہیں علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ کی وہ عبارت انکارِ اولیاء میں پیش کریں گے جو آپ کی رجوع الی الغوث اعظم رضی اللہ عنہ سے قبل کی ہوں گی اسی سے عوام اہل اسلام آگاہ رہیں۔ اگر کوئی دھوکہ کرے بھی اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی انکار کرنے والے کا اپنا انجام برباد ہوگا۔

فائدہ

اس تحقیق کے بعد اب ہم سوال کرنے والے کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہماری طرح علامہ ابن الجوزی کی باتیں شیطان ابلیس کے کہنے پر تلبیس کا دامن نہ پکڑیں۔

سوال 22 : کیا صلوٰۃ غوثیہ سراسر عقیدۂ توحید کے خلاف نہیں؟ اگر یہ عقیدہ توحید کے منافی نہیں حوالہ دو؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب چاہیئے؟

جواب : صلوٰۃ الاسرار اسے ”نماز غوثیہ“ بھی کہا جاتا ہے۔ اکابر علماء ومشائخ سے جواز منقول ہے بالخصوص حضرت ملا علی قاری اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اس کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نور علیٰ نور ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ! کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے نہ صرف سلسلہ قادریہ میں مروج ہے بلکہ سلسلہ نقشبندیہ میں قابل عمل بلکہ فضلائے دیوبند بھی اس کے قائل ہیں چند حوالے

ملاحظہ ہوں۔

عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ وفرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وحضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں وحضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ودیگر بزرگانِ دین وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے۔ کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔

۲) خود مخالفین کے پیشوا مولوی اشرف علی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ، ج ۴، صہ ۹۴)

۳) مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت بر آری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا باقی مومن کی نسبت بد ظن ہونا بھی معصیت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، صہ ۴)

مدد یا پیر پیراں

صلوٰۃ الاسرار کے بعد غوث اعظم کے لئے گیارہ قدم چلنا اور ان سے استمداد جائز ہے کہ دیوبند کے اکابر اپنے پیروں سے مدد چاہتے رہے۔

حاجی امداد اللہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ'

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آگیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے تو مولانا

شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز غولی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی۔

(الافاضات الیومیہ ۷، صہ ۴۳۵)

دوسری روایت تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر اور کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں' پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔

تیسری مرتبہ دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے ؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھالیا جب آگے چلا تو بندگان خدا کو نجات ملی اسی لئے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔

(کرامات امدادیہ صہ ۳۵)

ازالہ وہم

تھانوی صاحب نے ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے ؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے ؟ جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکماء میں ان کے اقوال سے ثابت کر دوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۷، صہ ۴۳۶)

تھانوی اور فریاد

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی'

یامرشدی یاموئلی مامغزعی
یاملجائی فی مبدئی ومعادی

اے میرے مرشد اے میرے مولا اے میری وحشت کے انیس اور اے میری

دنیاو آخرت میں جائے پناہ۔

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی

کهفی سوی حبیکم من زاد

اے میرے فریادرس مجھ پر ترس کھاؤ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زاد راہ نہیں رکھتا۔

فاز الانام بکم وانی هائم

فانظر الی برحمة یاهاد

مخلوق کو آپ کی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

یاسیدی لله شیئاً انه

انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار اللہ کے لئے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، صہ ۱۱۴)

اور سنئے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں'

جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ (امداد الفتاویٰ ۴، صہ ۹۹)

شیخ الہند

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں'

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین)

تبصرہ اویسی غفرلہ

دیوبندی مکتبہ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ تھانوی کی ان روایات کو بنظرِ انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے گردشِ طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اسی وقت بنفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچالیا۔ جبھی تو ان کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انہیں سخت درد تھا کیا یہ درست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ غلط ہے، جھوٹ ہے، من گھڑت ہے کیونکہ لکھنے والے آپ کے حکیم الامت ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں اور اگر صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی' اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب امر میں مدد مانگی وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور ان کی تبلیغ کرے اور ان

پر اعتقاد رکھے وہ مبلغ شرک ہوا یا نہیں؟

نیز جب حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دور سے اس کا علم کیسے ہو گیا؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا ان کے پاس یہ قدرت تھی کہ آنا فانا سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچالیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کی مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں؟

نوٹ: صلوۃ الاسرار پر اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی کتاب ''انہار الانوار'' اور فقیر کا رسالہ ''گیارہ قدم'' پڑھئے۔

سوال 23: ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ غوث اعظم کے مزار پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کیا یہ طریقہ ہندوؤں کے پوجاپاٹ نہیں کہلاتی؟

جواب: ہم اولیاء کرام کو زندہ مانتے ہیں ان کے ساتھ زندوں جیسا ادب کرتے ہیں اسی ادب اور بے ادبی کا ہمارا تمہارا جھگڑا ہے ورنہ ہر تشبیہ حرام نہیں صفا و مروہ کی سعی کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہاں بت پرستوں کے ساتھ تشبیہ لازم آتی ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے ایسی تشبیہ کو ٹھکرا دیا۔ یاد رہے کہ وہ تشبیہ حرام ہے جو کسی قوم کا شعار ہو۔ ادب تو اسلامی شعار ہے اسی لئے ہم ادب کریں گے تم تو ایسے بے ادب واقع ہوئے ہو کہ خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو شرک کہتے ہو۔ اسی لئے آج کل نجدی اس پر بہت بڑی سختی کرتے ہیں۔

سوال 24۔ کیا تمام ولی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیلی ہیں؟ ہم تو نہیں مانتے؟

جواب : حضور اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زبانی سنئے۔

عرض : غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد : بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض : غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں؟

ارشاد : نہیں بلکہ نہیں ہر حال یوہیں مثل آئینہ پیش نظر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبد الملک اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا کے اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر حضور وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اللہ الکریم امام حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو امامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے حضور غوث اعظم بھی ہیں سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب

نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت، ج ا ص ۱۴۳)

(ف) یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے اور تاامام مہدی ولایت کی باگ ڈور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہر ولی کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلہ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے قادریہ سے ہو یا سہروردیہ اور اویسیہ سے۔

بعد از وصال

ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرفات کے علاوہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اب بھی اولیاء کے عزل ونصب کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں کہ در اولیائے امت واصحاب طرق قوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب بآکد وجوہ بہ اصل این نسبت (اویسیہ) میل کردہ اندو رانجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین جیلانی اندو لہذا گفتہ اند کہ در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند (ہمعات ہمعہ ۱۱)

اور امت کے اولیائے عظام سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل ومکمل طور اس نسبت نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ

اپنے مزار میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

دور ونزدیک یکساں

یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور ونزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں کہ آپ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند کو نقشبند بنایا تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بعض کمالات ولایت حاصل ہوئے تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیل اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

سوال 25 تا 28 : بڑے پیر صاحب حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کب پیدا ہوئے ؟ / ان کا بچپن کیسا تھا؟ / انہوں نے علم کیسے حاصل کیا؟ / کیا وہ مفتی تھے ؟

جواب : پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جبکہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف رکھتے تھے خاندان عباسیہ کے آخری حکمرانوں کا دور دورہ تھا۔ اس زمانہ میں عوام وخواص دونوں کی اخلاقی اور دینی حالت روز بروز دوبہ انحطاط اور زوال آمادہ ہوتی جارہی تھی۔ ایک طرف مال ودولت کی فراوانی اور اخلاق کی کمزوری نے عیش کوشی اور تن آسانی کا خوگر بنادیا تھا اور دوسری طرف دینی وروحانی بے بضاعتی نے جادۂ اعتدال اور صراطِ مستقیم سے ہٹادیا تھا۔

امراء خاص طور پر نشہ دولت میں چور اور شراب انانیت سے مخمور تھے۔ مذہب کے نام پر بھی باہمی جنگ وجدال کا ہنگامہ گرم تھا مناظرے ہوتے تھے خلق قرآن کے فتنے

اٹھائے جاتے تھے۔ شریعت کے احکام کی جانب سے عام طور پر بے پروائی برتی جارہی تھی اور طریقت میراث بن کر نااہلوں کی جاگیر ہو چلی تھی۔ مبتدعین اور معتزلہ کا زور تھا۔ اصول اور مغز کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر کے سطحی اور فروعی بحثوں میں شہ زوری کا مظاہرہ کیا جارہا تھا۔ ایسے اصلاح طلب اور انقلاب آمادہ دور میں ایک غوث اعظم دستگیر اور مجدد اعظم کی ضرورت تھی۔ اس لیے حضرت حق جل مجدہ نے یہ خدمتِ جلیل آپ کے سپرد فرمائی اور آپ نے اس اہم ترین فرض کو جس حسن وخوبی سے انجام دیا اس کی مثالیں اصلاح وہدایت اور احیائے دین کی تاریخ میں بہت ہی کم ملتی ہیں۔

ولادت شریف

امام حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں حضرت کا سنہ ولادت ۴۷۰ھ لکھا ہے اور امام یافعی المتوفی ۷۶۸ھ نے اپنی کتاب ''مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان'' میں تحریر کیا ہے کہ حضرت غوث پاک علیہ الرحمۃ سے جب کسی نے آپ کا سال ولادت دریافت کیا تو فرمایا کہ ''مجھ کو صحت کے ساتھ علم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ بن عبد الوہاب تمیمی کی رحلت ہوئی اور یہ ۴۸۸ھ تھا۔ اس وقت میری عمر ۱۸ سال کی تھی۔'' اس حساب سے آپ کا سنہ ولادت ۴۷۰ھ ہوا۔ اس کے بعد امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو الفضل احمد بن صالح جیلی کا قول نقل کیا ہے کہ ''حضرت کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی اور آپ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے گئے ہیں جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔

امام یافعی علیہ الرحمۃ نے حضرت کے اس قول سے کہ ''اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی'' یہ سمجھا کہ آپ اٹھارہ سال پورے کر چکے تھے اور انیسواں سال لگ گیا تھا اور

شیخ ابوالفضل نے یہ سمجھا ہے کہ جبوز آپ اٹھارہویں سال میں تھے۔

۴۷۰ھ اور ۴۷۱ھ میں بنائے اختلاف یہ ہے جو مذکور ہوئی اور اسی اختلاف کی وجہ سے بعد کے مورخین میں سے کسی نے شیخ ابوالفضل احمد کے قیاس کے مطابق حضرت کی سنہ ولادت کا تعین کیا اور اس طرح جس نے آپ کی تاریخ ولادت لفظ "عشق ۴۷۰" سے نکالی وہ بھی حق بجانب ہے، اور جس نے لفظ "عاشق ۴۷۱" کو مادۂ تاریخ قرار دیا اسے بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے "نفحات الانس" میں حضرت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے لیا ہے اور بعد کے سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر "نفحات" ہی سے ماخوذ ہیں اور اسی وجہ سے اکثریت کی رائے یہی ہوگئی کہ حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہے۔

بہر حال ولادت باسعادت ماہِ رمضان المبارک ۴۷۰ھ اور ایک روایت کے مطابق ۴۷۱ھ ہے۔ آپ کے والد گرامی قدر کا اسم مبارک ابو صالح موسیٰ بن عبداللہ تھا اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ ام الخیر بنت عبداللہ تھا۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا پدری سلسلہ نسب حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ ماجدہ جنابہ فاطمہ ام الخیر کی جانب سے حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ حسنی و حسینی سید ہیں۔ آپ کی ولادت سے قبل اسلام پر بد نصیبی کے بادل منڈلا رہے تھے۔ امراء عیاش و بدکردار تھے اور بغداد کی خلافت اسلامیہ بوڑھے اور بیمار شیر کی طرح اندرونی طاقت سے محروم ہو چکی تھی۔ عالم اسلام کئی فرقوں میں بٹ کر تباہی کے راستے پر گامزن تھا اور ہر روز کئی مشائخ کرام اور علماء فرقہ باطنیہ کی

سازشوں کا شکار ہو کر قتل کر دیے جاتے تھے۔

ایسے پر آشوب حالت میں ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو سارے عالم اسلام کی دستگیری کر کے ملتہ اسلامیہ کو محفوظ کردے۔ حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید اور چند کتابیں جیلان ہی میں پڑھی تھی۔ لیکن آپ کے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔

آپ ۱۸ برس کی عمر میں ہی بغداد شریف پہنچے۔ ان دنوں بغداد حکومت و تجارت کے علاوہ علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ اس کے مشرقی حصہ میں ۳۰ مدارس تھے جن میں ۵۰ ہزار طلبا تعلیم پاتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ طالب علم کی حیثیت سے اس عظیم الشان شہر بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ اس عظیم ترین مدرسہ میں حضرت ابوزکریا تبریزی علم و ادب و تفسیر کے استاذ تھے۔ ابوالحسن محمد بن قاضی حنبلی، علی بن عقیل حنبلی اور شیخ محفوظ الکلوازانی فقہ و اصول فقہ کے اساتذہ سے مختلف علوم و فنون میں استفادہ کیا اور ان میں اتنی دسترس حاصل کی آپ اپنے استاد محترم حضرت ابوسعید المبارک مخزومی کے نزدیک اتنے قابل اعتماد تھے کہ انہوں نے اپنا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا تھا اس مدرسہ کی شہرت دور دراز ملکوں تک پہنچ گئی تھی جہاں سے مختلف علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لئے اسی مدرسہ کا رخ کیا کرتے تھے۔

حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم علیہ الرحمۃ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں دوسرے ملکوں کا بھی سفر اختیار کرتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ بیعت و خلافت حضرت قاضی ابوسعیدی المبارک مخزومی کے توسل سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ سے شافع محشر سرور کونین شاہ مدینہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ

کے نام مبارک کی نسبت سے سلسلہ قادریہ کا اجراء ہوا آپ اہل طریقت کے سردار مانے جاتے ہیں۔

اولاً آپ قدوۃ المحققین شیخ ابوالخیر حماد بن مسلم وباس کی صحبت میں رہے اور ان ہی سے رموز طریقت حاصل کئے تھے آپ کا انتقال رمضان المبارک ۵۲۵ھ میں ہوا اس کے بعد حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ حضرت خضر علیہ السلام کے اشارہ سے حضرت قاضی ابوسعید مخزومی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔

حضرت غوث الاعظم کے اساتذہ فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس لئے آپ بھی فقہ حنبلی کی تقلید کرتے تھے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی میں غربا' وضعفاء کے لئے ایک خاص جذبہ اور ایک خاص تڑپ موجود تھی اور آپ ضعفاء پروری اور غرباء نوازی میں ایک خاص خوشی ومسرت محسوس کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ جنائی علیہ الرحمۃ کے بیان کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تمام اعمال کا تجزیہ کیا ہے اور بہت غور وفکر سے کام لیا ہے اور تمام نیکیوں کی چھان بین کے بعد میں نے یہ سمجھا ہے کہ کھانا کھلانا اور دنیا والوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنے سے بہتر کوئی نیکی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عمل ہے۔ میرے ہاتھ میں دنیا کے خزانے ہوتے تو میں بھوکوں کو کھانا ہی کھلاتا رہتا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی علیہ الرحمۃ کی روایت ہے کہ ایک روز جامع مسجد میں آپ سے ایک بڑے تاجر نے کہا کہ میرے پاس مال کافی مقدار میں موجود ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے راہِ خدا میں دیدوں یہ مال زکوۃ کے مال سے علیحدہ ہی تقسیم کی غرض

سے رکھا ہوا ہے مگر مجھے کوئی مستحق نہیں ملتا۔ حضرت نے فرمایا مستحق اور غیر مستحق کی تمیز نہ کرو دونوں کو دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر وہ بھی عطا کرے جس کے تم مستحق ہو اور وہ بھی جس کے تم مستحق نہیں ہو۔ حضرت شاہ ابو المعالی شیخ ابو محمد طلحہ مظفر کے حوالہ سے تحریر کیا ہے حضرت غوث نے خود بیان فرمایا ہے کہ بغداد میں ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گذرا کہ بیس دن تک ایسی کوئی چیز بھی مجھے نہیں ملی جسے میں اپنی غذا کے طور پر استعمال کر سکتا۔ جب بھوک نے بہت تنگ کیا تو ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات میں گیا تاکہ وہاں کوئی حلال چیز مل جائے تاکہ اسے کھالوں۔ جب میں کھنڈرات میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں مجھ سے پہلے ۷۰ درویش وہاں موجود تھے اور ان کا مقصد بھی وہی تھا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ مروت یہ نہیں کہ میں بھی ان کی تلاش میں شریک ہو جاؤں ان ہی کو کچھ مل جائے تو اچھا ہے اور میں واپس لوٹ آیا جب میں بغداد شہر پہنچا تو ایک جان پہچان والا شخص مجھ سے ملا اور اس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری والدہ محترمہ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ میں نے سونے کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ذرا سا اپنے لئے رکھ لیا پھر ایوان کسریٰ کے کھنڈرات پہنچ گیا اور وہیں ان ستر درویشوں کو سونا بانٹ دیا۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا تھا لیکن مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں یہ تمام سونا خود کھالوں اس لئے میں نے آپ سب لوگوں کو سونے کی تقسیم میں شامل کر لیا ہے پھر میں نے واپس لوٹ کر اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا اور بہت سے فقراء کو بلا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر میں نے کھانا کھایا اس کے بعد اس سونے میں میرے پاس کچھ بھی نہ بچا میں نے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت منکسر المزاج، رقیق القلب،

نرم طبیعت اور سادہ مزاج تھے۔ ہر شخص سے نہایت انکساری کے ساتھ ملتے تھے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی کوئی بیوی بیمار ہو جاتی تو خود گھر کا تمام کام شروع کر دیتے تھے آپ کو کسی کام سے عار نہ تھا آپ ہی آٹا گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے اور بچوں کو کھانا بھی کھلا دیتے اور کنویں پر جا کر خود گھڑا بھرتے اور کندھے پر اٹھا کر لے آتے تھے اور گھر میں جھاڑو تک دے لیتے تھے۔

حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی چار بیویاں تھیں۔ جن کے بطن مطہرہ سے متعدد لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن آپ کے جانشین اور خلیفہ سیدنا شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ تھے جو حضرت صادقہ کے بطن مبارک سے ۵۲۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

بچپن کے عجیب وغریب واقعات

آپ کی تعلیم کا آغاز اپنے وطن میں ہوا لیکن آپ کے دل میں مزید علم حاصل کرنے کی تمنا اور تڑپ موجزن ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک گائے تھی اسے چرانے کے لئے آپ جنگل میں تشریف لے جاتے تھے ایک دن وہ گائے بھاگ گئی آپ اسے پکڑنے کے واسطے اس کے پیچھے بھاگے جا رہے تھے ایک جگہ پر وہ گائے ٹھہر گئی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی'

یاعبدالقادر ماخلقت لهذا ومامرت بهذا

"اے عبدالقادر! تم نہ اس کام کیلئے پیدا کیے گئے ہو اور نہ اس کا حکم دیے گئے ہو"۔

اس آواز کے سننے سے آپ پر بیخودی اور جذب ووجد کی حالت طاری ہو گئی جس سے آپ کے دل میں تحصیل علم کے واسطے بغداد جانے کا ارادہ پیدا ہو گیا آپ نے اپنی والدہ

سے بغداد جانے کی اجازت چاہی والدہ نے راضی ہو کر اجازت دے دی اور اندر سے چالیس دینار نکال لائیں اور فرمایا تمہارے والد اسی دینار چھوڑ گئے ہیں چالیس تمہارے بھائی کے واسطے رکھ لئے ہیں اور چالیس تمہیں دیتی ہوں تمہارے کام آئیں گے پھر وہ قمیض میں بغل کے نیچے سی دیے۔ بغداد کی طرف ایک قافلہ جارہا تھا آپ اس کے ساتھ ہو گئے۔ آپ کی والدہ آپ کو رخصت کرنے کے واسطے گیلان کے باہر دور تک آپ کے ساتھ آئیں اور پھر محبت اور پیار کر کے بہت سی دعائیں دے کر آپ کو یہ کہہ کر رخصت کیا کہ آج کے بعد پھر میری اور آپ کی ملاقات اس دنیا میں نہیں ہوگی آخرت میں ہوگی جب آپ کا قافلہ ہمدان میں پہنچا تو قزاقوں نے آپ کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ والوں کو لوٹ لیا آپ ایک طرف آکر بیٹھے ہوئے تھے، دو قزاق آپ کے پاس آئے اور پوچھا! اے نوجوان تمہارے پاس بھی کچھ ہے تو بتادو؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے اور چالیس دینار بھی ہیں۔ ان قزاقوں نے کہا یہ نوجوان ہم سے دل لگی کرتا ہے اگر اس کے پاس دینار ہوتے تو بھلا ہم جیسوں کو کیوں بتاتا وہ چلے گئے۔ ان کے سردار نے پوچھا! کوئی شخص قافلہ والوں سے رہ تو نہیں گیا جس کا مال تم نے نہ لوٹا ہو ان دو قزاقوں نے کہا کہ ایک نوجوان رہ گیا ہے۔ سردار نے آپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے پوچھا نوجوان! تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا قمیض میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب دیکھا گیا تو واقعی چالیس دینار پائے گئے۔ آپ کے صدق سے وہ سردار بڑا متاثر ہوا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کو سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنی والدہ کے ساتھ ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا ہے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ تو اپنی والدہ کے عہد کو توڑتے سے ڈرتا

ہے ہمارا کیا حال ہوگا جنہوں نے سالہا سال سے اپنے رب کے عہد کو توڑ دیا ہے، اس کے بعد اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس کے ساتھ اس کے سارے رفیقوں نے بھی توبہ کی اور زہد و ریاضت اور عبادت و طاعت میں مصروف ہو گئے اور سب کا مال واپس کر دیا۔

تقریظ فتوح الحرمین کے صہ ۱۱۹ میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ شروع جوانی میں جب میں سو جاتا تو میں یہ آواز سنتا "اے عبدالقادر! ہم نے تمہیں سونے کے واسطے پیدا نہیں کیا اور جب میں مکتب میں پڑھنے کے واسطے جاتا تو میں فرشتوں کو یہ کہتے سنتا" کھڑے ہو جاؤ! اللہ کے ولی کو جگہ دو۔"

آپ کی بغداد میں تشریف آوری

آپ ماہِ صفر ۴۸۸ھ میں بعمر ۱۸ سال بغداد میں تشریف لائے آپ نے حافظ ابو طالب بن یوسف سے حفظِ قرآن شریف کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے فقہ اور حدیث اور تفسیر اور دیگر علوم مروجہ پڑھے اور تمام اہل زمانہ پر سبقت لے گئے اور خدائے رحمن و رحیم کے فضل و کرم سے علامۂ دہر بن گئے اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

طالب علمی کے زمانہ میں ایک دن آپ کے اساتذہ نے وعظ کہنے کو کہا' آپ نے کہا میں ایک عجمی انسان ہوں اہلِ عرب کے سامنے بولنے کی کیسے جرأت کروں! بہر کیف آپ کو مجبور کیا گیا اور وعظ کہنے کے واسطے منبر پر تشریف لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وعظ سننے کے واسطے بہت سے لوگ جمع ہو گئے' جہاں تک میری نگاہ جا سکتی تھی وہاں تک لوگوں کا ہجوم نظر آتا تھا، میں حیران تھا کہ کیا کہوں اس لئے وعظ کہنے کا یہ میرا پہلا موقع تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا آپ نے فرمایا "یابنی تکلم" بیٹا تقریر کر،

میں نے عرض کی یارسول اللہ میں عجمی ہوں اور یہ سننے والے سارے عربی ہیں میں کیا تقریر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا منہ کھول! میں نے منہ کھولا تو آپ نے تین مرتبہ میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد مجھے بولنے کی طاقت حاصل ہو گئی، میں نے بولنا شروع کیا اور وہ نکات بیان کیے کہ سننے والے عش عش کر اٹھے۔

نقل ہے کہ آپ چالیس سال تک تمام علوم میں کلام کرتے رہے آپ جب وعظ فرماتے تو کہتے'

''اے آسمان والو اور زمین والو! آؤ اور میرا کلام سنو، مجھ سے سیکھو کہ میں زمین میں رسول اللہ ﷺ کا وارث اور نائب ہوں کہ اس مجلس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ میرے دل پر تجلی فرماتا ہے''۔

آپ کی وعظ کی مجلس میں ستر ہزار کے قریب آدمی ہوتے اور چار سو آدمی آپ کا کلام مبارک لکھنے پر متعین ہوتے اور آپ کی مجلس میں دو تین آدمی آپ کے وعظ کے اثر سے مر جاتے، ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کئی مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ اور دوسرے پیغمبروں اور ملائکہ اور جنوں کو صف بہ صف دیکھا ہے۔

عجیب فتویٰ

آپ کے پاس کثرت سے فتاوئی آنے لگے جن کا جواب آپ برجستہ دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے منت مانی کہ اگر خداوند کریم مجھے میرے مقصد میں کامیاب فرمائے تو میں ایسی عبادت کروں گا کہ اس میں اس وقت دنیا کا کوئی فرد وبشر شریک نہ ہو جب وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو علمائے کرام سے استفسار کیا سب کے سب عاجز رہے۔ پھر

یہی سوال آپ کے پاس آیا آپ نے فوراً جواب لکھا کہ خانہ کعبہ کو خالی کرو یہ شخص اکیلا طواف کرے تو اس کی منت پوری ہو جائے گی اور کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ جب علماء نے یہ سنا تو آپ کے علم و فضل کا اقرار کر لیا۔

ایک دفعہ ۵۶۱ھ میں حضرت غوث پاک کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے تھے "اے زمین والو مشرق میں ہو یا مغرب میں، اے آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے میں ان میں سے ہوں جن کو تم نہیں جانتے۔ اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو اے عراق والو! تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہیں ان میں سے جن کو چاہوں پہن لوں تم کو مجھ سے جیتنا چاہئے ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنا نہ کر سکو گے۔ (یہ بات آپ نے اپنے مخالفوں اور منکروں اور گستاخوں اور بے ادبوں کے واسطے فرمائی تھی) آپ نے فرمایا اے غلام! ایک کلمہ سن ولایات یہاں ہیں، درجات یہاں ہیں، میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں، کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، یہ زندہ ولی اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ، اے غلام! میری بات منکر نکیر سے پوچھو جبکہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار، ترجمہ صہ ۵۸)

آپ نے فرمایا "اس میں شک نہیں میں بلایا جاتا ہوں تب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں، لو حکم دیا جاتا ہوں تو کرتا ہوں، تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لئے فوری زہر ہے لو تمہاری دنیا اور آخرت کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے" آپ کے اس قول کے سامنے جتنے اولیاء جو اس زمانہ میں دور و نزدیک حاضر موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسل سے مانگو۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل وسمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "تمام مردانِ خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے، اس میں داخل ہوتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں پس مرد وہ ہے کہ جو تقدیر سے جھگڑے نہ وہ کہ جو اس سے موافق ہو۔"

۵۸۰ھ میں آپ نے فرمایا "خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا میں اس شخص پر افسوس کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار)

سوال 29: ان کے والدین کون تھے؟ ان کے حالات کیا تھے؟

جواب: آپ موضع گیلان میں یکم رمضان ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو گیلانی کہا جاتا ہے آپ کی ولادت بھی خوارق عادات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر شریف ساٹھ سال کے قریب تھی۔ اتنی عمر کی عورتیں اکثر بچہ جننے کے لائق نہیں رہتیں۔ بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے پیدا ہونے سے

چند ساعات پہلے حضور علیہ السلام مع اپنے اصحاب کے آپ کے والد ماجد کے پاس تشریف لائے اور آپ کے والد کو مبارکباد دیتے ہوئے بشارت دی کہ آج تمہارے گھر میں ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تمام اولیاء کا سردار ہوگا اور اس کا ذکر ہر جگہ کیا جائے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کے تابع ہوں گے۔

آپ کے والد ماجد کا نام ابو صالح اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ صومعی اور کنیت ابوالخیر، لقب امتہ الجبار ہے۔ پورا شجرہ نسب یہ ہے'

حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ بن ابوصالح دوست جنگی ابن ابی عبداللہ بن یحیی زاہد بن داؤد بن موسی الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ کو حسنی و حسینی سید اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کا آبائی سلسلہ حضرت حسن بن علی تک اور امہاتی سلسلہ حضرت حسین بن علی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ کا لقب محی الدین اور غوث الثقلین ہے۔ محی الدین کے معنی دین کو زندہ کرنے والے کے ہیں، اس کی وجہ آگے آئے گی۔

والدین کا تذکرہ

آپ کے والد ماجد کے اتقاء کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ نے دریائے دجلہ میں بہتے ہوئے ایک سیب سے روزہ افطار کرلیا بعد میں نادم ہوئے کہ خدا جانے اس سیب کا مالک کون ہے، میں نے عجلت کی کہ اس کے مالک سے پوچھے بغیر کھالیا ہے۔ جس طرف سے پانی آتا تھا اس طرف سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ چلتے چلتے بہت دور دجلہ کے کنارے ایک باغ دیکھا جس کی ٹہنیاں دجلہ کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ آپ نے

جانا کہ وہ سیب اسی باغ کا ہوگا اس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک بزرگ صورت انسان کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اس کے پاس چلے گئے اور سلام کہا، اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے نوجوان! تو کہاں سے آیا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں گیلان کا رہنے والا ہوں۔ ؟ آپ کے باغ کا ایک سیب دجلہ میں بہتا ہوا میرے پاس آیا میں نے اس کو فوراً اٹھایا اور روزہ افطار کر لیا، اب میں نادم ہوں کہ میں نے مالک کی اجازت کے بغیر اسے کیوں اٹھایا؟ اتنی دور سے میں آپ کی خدمت میں اس ایک سیب کے بخشوانے کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ تھے، دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ گوہرِ نایاب ہاتھ لگا ہے۔ فرمایا جب تک تمہارا تزکیہ قلب تکمیل کو نہیں پہنچتا اس وقت تک معاف نہیں کروں گا۔ میرے باغ کے ایک سیب کا معاوضہ ہے کہ دس سال تک اس باغ میں مجاہدۂ نفس اور عبادت الٰہی میں مصروف رہو۔ جب مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعی نے ایک سال مدت میں مزید اضافہ فرمایا۔ جب وہ سال بھی گذر گیا تو آپ نے ایفائے وعدہ کی بابت عرض کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے جو آنکھوں سے اندھی اور سر سے گنجی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لولی ہے، اسے اپنے نکاح میں لے لو پھر میں تمہیں سیب معاف کروں گا، آپ نے تھوڑا توقف کیا اور پھر آپ راضی ہو گئے۔ چنانچہ اسی وقت وہاں بیٹھے بیٹھے آپ کا اس لڑکی سے عقد کر دیا۔ پھر آپ کو مکان کے اندر جانے کی اجازت دی جب آپ وہاں گئے تو کیا دیکھا کہ ایک نہایت حسین وجمیل لڑکی سرو قد کھڑی ہے آپ نے اس کو دیکھا اور واپس آنے لگے۔ لڑکی نے کہا جاتے کہاں ہو؟ میں ہی تو تمہاری بیوی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بیوی کے متعلق تو بتایا گیا ہے کہ وہ اندھی اور گنجی، بہری اور لنجی اور لنگڑی ہے، عبداللہ صومعی بھی

باہر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہوں نے فوراً آکر فرمایا' بیٹا! میری مراد بیٹی کے اندھی ہونے سے یہ ہے کہ جب سے بالغ ہوئی ہے اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی اور اس کے گنجے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے بالوں کو کسی نامحرم نے نہیں دیکھا، اور اس کے بہری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کسی نامحرم مرد کی آواز اس کے کان میں نہیں آئی اور اس کے لنجی ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ اب تک سوائے تمہارے اس کے ہاتھوں نے کسی مرد کو نہیں چھوا اور اس کے لنگڑی ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے پاؤں آج تک کسی نامحرم مرد کی طرف نہیں چلے۔

اس کے بعد آپ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر گیلان میں آئے اور اسی نیک بیوی سے حضرتِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۴۷۱ھ کو یکم رمضان المبارک پیدا ہوئے آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے'

نزولش در جہاں بخود عاشق

آپ کی تاریخ وفات اس مصرعہ سے'

سفر افتاد اندر دام معشوق

بعض نے قطعہ تاریخ یوں کہا ہے'

سلطانِ عصر شاہِ زماں قطب اولیاء
آمد وفات او زقیامت علامتے
تاریخ سال و وقتِ وفاتش خواستم
آزراوی حدیث بگفتا قیامتے

آپ کی وفات ۷ اربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں ہوئی۔

زمانہ شیر خوارگی

حضرتِ غوث الاعظم رمضان شریف کی یکم کو پیدا ہوئے اور اخیر رمضان تک بلکہ ایامِ شیر خوارگی میں جتنی مرتبہ رمضان المبارک آیا آپ کی عادت کریمہ یہی رہی کہ سحری کے وقت شیر مادر نوش فرمالیتے اور پھر سارا دن نہ پیتے جب سورج غروب ہوتا تو پینے کی خواہش ظاہر فرماتے، یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ شیر خوارگی میں بھی روزہ رکھا ورنہ عادت سے بعید ہے کہ کوئی بچہ اس زمانہ میں روزہ رکھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انتیس رمضان المبارک کو مطلع غبار آلود تھا چاند نظر نہ آیا۔ صبح کو لوگ آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس دریافت کرنے کے لئے گئے کہ آپ کے صاحبزادے نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں پیا، لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج روزہ ہے عید نہیں ہے۔

تعلیم

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی طبیعت اور ذہن رسا کو دیکھ کر پوری توجہ سے تعلیم دینا شروع کی لیکن عمر نے وفا نہ کی آپ یتیم رہ گئے اس عرصہ میں آپ نے چند درسی کتب اور تھوڑا سا قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی، تھوڑے ہی عرصے میں آپ نے رسمی علم پر کافی عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد کے حالات ابھی گذرے ہیں۔

سوال 30 تا 34 : غوث اعظم کی جوانی اور شادی کے حالات بتاؤ؟ / جناب فیض

احمد اویسی صاحب آپ بھی اویسی ہیں ؟ کیا غوث پاک بھی اویسی تھے ؟ / غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش کیا تھا اور کاروبار کیا تھا؟ / غوث اعظم کی اولاد کتنی تھی کون سی تھی اور کیا کمالات تھے ؟ / غوث پاک کی اہلیہ کون تھی اور کتنی تھیں ؟

جواب : ازدواجی زندگی، ازواج واولاد کی تفصیل ملاحظہ ہو'

نکاح سرور کونین، محبوب رب المشرقین ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔ ارشاد گرامی ہے' "النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" شریعت مقدسہ نے بیک وقت ۴ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ نے ایک عرصے تک اس خیال سے شادی نہ فرمائی کہ شادی شاید عبادت وریاضت میں مخل ہو مگر بعدہ آپ نے مختلف اوقات میں چار شادیاں فرمائیں۔ آپ کی ازدواجی زندگی کے سلسلے میں شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "عوارف المعارف" میں لکھا ہے کہ حصولِ علم کی مصروفیات اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شادی کرنے میں عجلت نہیں فرمائی اور اس خیال سے شادی نہ کی کہ ممکن ہے کہ گھریلو ذمہ داریاں اور مصروفیات زہد وریاضت اور درس وتدریس میں مخل ثابت ہوں لیکن بعد میں یہ خطرہ دور ہو گیا تو آپ نے وقت اور حالات کے تقاضا کے مطابق مختلف اوقات میں چار شادیاں فرمائیں۔ چنانچہ آپ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد کے بارے میں تو سب مورخین ومحققین متفق ہیں مگر تعداد اولاد میں مختلف الرائے ہیں نیز آپ کی چاروں ازواج سے اولاد پیدا ہوئی آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ کے صاحبزادگان اولیاء اللہ بنے۔

ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی

۱) سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد علیہ الرحمۃ

۲) سیدہ بی بی صادقہ بنت سید محمد شفیع علیہ الرحمۃ

۳) سیدہ بی بی مومنہ

۴) سیدہ بی بی محبوبہ رحمۃ اللہ علیہن اجمعین

اولادِ اطہار

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تعداد اولاد میں تذکرہ نگار مختلف الرائے ہیں صاحب قلائد الجواہر نے شیخ ابن نجار کی تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق کے بیان کے مطابق آپ کے ہاں انچاس بچے ہوئے۔ جن میں بیس لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں۔ (فوات الوفیات جزء ثانی صہ ۳)

آپ کی اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں۔

نام	سن ولادت	سنت وفات	جائے دفن
شیخ عبدالوہاب	شعبان ۵۲۲ھ	۲۵ شوال ۵۹۳ھ	بغداد۔ مقبرہ حلبہ
شیخ عیسیٰ	*	۱۲ رمضان ۵۷۳ھ	قرافہ مصر
شیخ عبدالعزیز	شوال ۵۳۲ھ	۱۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ	جیال
شیخ جبار	*	۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ	بغداد۔حلبہ
شیخ عبدالرزاق	۱۸ ذی القعد ۵۲۸ھ	۶ شوال ۶۰۳ھ	بغداد۔باب حرب

شیخ محمد	۰	۲۵ ذی القعدہ ۶۰۰ھ	بغداد۔حلب
شیخ عبداللہ	۵۰۸ھ	۷ اصفر ۵۸۹ھ	بغداد
شیخ یحییٰ	۵۵۵ھ	۶۰۰ھ	بغداد۔حلب
شیخ موسےٰ	ربیع الاول ۵۷۹ھ	جمادی الاخری ۶۰۰ھ	قاسیون
شیخ ابراہیم	-	جمادی الاخری ۵۹۲ھ ۶۰۰ھ	واسط

ہاں صوفیانہ اصطلاح کے مطابق حضور محبوب سبحانی قطب ربانی پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ اویسی ہیں اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے الگ ہے جسے سلسلہ اویسیہ کہتے ہیں۔ اصطلاح صوفیاء میں اویسی عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اتباع رسول ﷺ کی بدولت براہ راست بارگاہ رب العزت سے فیض حاصل کر رہا ہو یا کرنے کے قابل ہو جائے یا کسی ایسے پیر کامل سے فیض یاب ہوا ہو جسے درمیانی واسطوں کے بغیر ولایت مل گئی ہو اور اسکی تصریح کتب اسلاف میں بھی ملتی ہو حضرت غوث الاعظم نے اپنے ان خداداد کمالات کا بطور تحدیث نعمت قصیدہ غوثیہ میں ذکر فرمایا ہے شاہ ولی اللہ بھی ہمعات میں اس کے متعلق فرماتے ہیں :۔

اصل نسب حضرت غوث الاعظم نسبت اویسیه است با سرچے ازبرکات نسبت سکینه بایں معنی که ایں کس مرادو محبوب نقطه که باذاء ذات الهیه است در شخص اکبر در ضمن حب نفوس فلکیه ملااعلی وارواح کمل گردد۔ وازراہ ایں

حب سیلان کند بروئے تجلی از تجلیات الہیہ کہ جامع است میان ابداع وخلق و تدبیر و تدلی وظاہر شود انسے وبرکتے کہ انتہا ندارد دریں صورت قصیداین کمال و توجہ بداں کرد باشد یا نہ گویا امرے منتظم بغیر ارادئہ وے ظہور می کنداز ینجاست کہ حضرت غوث الاعظم بہ تفاخر وکلمات کبر یائیہ متکلم شدہ اندوتسخیر عالم ازا یشاں ظاہر شد۔ (ہمعہ ۱۹)

ترجمہ :۔ حضرت غوث الاعظم کی اصل نسبت نسبت اویسیہ ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات بایں معنی شامل ہیں کہ یہ شخص ذات الہیہ کی ذال کے نقطے کی طرح شخص اکبر میں ارواح کاملہ وملاء اعلیٰ کے نفوس فلکیہ کی محبت میں محبوب و مراد بن جاتا ہے اس اور مقام محبوبیت کے ذریعے اس کے ارادہ توجہ کے بغیر تجلیات الٰہی میں سے وہ تجلی جو ابداع خلق تدبیر و تدلی کی جامع ہے اس پر ظہور کرتا ہے۔ جن کی انتہا نہیں جس کے باعث ایسے اُنس وبرکات کا ظہور ہوتا ہے۔ گویا انتظامی امور کائنات خود بخود ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے اسی وجہ سے غوث اعظم نے کلمات فخریہ فرمائے ہیں اور ان سے تسخیر عالم کا ہوا ہے۔

اس کی تائید قرب نوافل کی حدیث قدسی' کنت لہ سمعا و بصرا ویداولسانا بی یا خذو بی یبطش وبی یمشی سے بھی ہوتی ہے جس کا مطلب ہے کے جب سالک اپنی صفات وذات کو مٹا کر فنافی الصفت والذات حق تعالی ہو جاتا ہے تو حق تعالی کی ذات و صفات سے متصف وباقی ہو جاتا ہے حق تعالی ہی اس کے کان، آنکھ، ہاتھ، زبان بن جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی وہ پکڑتا، حملہ کرتا اور چلتا پھرتا ہے۔ یعنی ہر

لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات و طاقتوں کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں تصرف ہوتا ہے۔

اسی روحانی تصرفات کی برکت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض وبرکات کے اثرات تاحال موجود ہیں اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو۔

بغداد کا دولہا

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ورودِ بغداد کے ساتھ ہی روحانیت کا کچھ ایسا معنوی دور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند علماء اور امراء میں روحانی انقلاب نمودار ہونا شروع ہو گیا۔ لوگ دین کی طرف زیادہ راغب ہو گئے۔ علماء جو ذاتی کے لئے باہم دست و گریبان رہتے تھے عبادات وریاضت میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔

امام غزالی رضی اللہ عنہ جن کا ظاہری طور پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استفادہ ثابت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوریٔ بغداد کے وقت صدارت نظامیاں پر متمکن تھے اور علمی شان و شوکت کے ساتھ ریشمی جبے اور عبائیں زیب تن کر کے نظامیاں بغداد کی صدارت پر جلوہ گر ہوا کرتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محض تشریف آوری کے روحانی اثر سے ظاہری وجاہت ترک کر کے طریقت و سلوک کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور بقیہ عمر مروجہ دہریت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

فساد ختم

شیعہ، سنی اور حنبلی اشعری تنازعات ختم ہو گئے۔ سلجوقیوں کی خانہ جنگی بھی جس

میں مسمانوں کا بیشمار اتلافِ جان ہو رہا تھا بتدریج بند ہو گئی۔

غوث الاعظم کے خلفاء

حضرت غوث اعظم کے مصنتات شات پر تشریف فرما ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے خلفاء و شاگرد مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے مطابق تبلیغ واحیائے دین کے مبارک مشن کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر ملک میں عوام و خواص اللہ رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کا پیرانِ پیر و غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے القابِ گرامی سے چار دانگ عالم میں شہرہ ہو گیا۔

فیض عام

آپ کے مبارک دور میں عراق و عرب متذکرہ بالا اصلاحی صورت میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت عبد القاہر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کے بھتیجے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کے مساعی جمیلہ کو بھی دخل تھا۔

فیض یافتگان

اندلس میں حضرت عمار بن یاسر علیہ الرحمۃ اندلسی جو حضرت عبد القاہر متذکرۂ صدر کے خلیفہ تھے اور حضرت ابو مدین رضی اللہ عنہ مغربی و حضرت شیخ محی الدین علیہ الرحمۃ ابن عربی کے ارشاد و تبلیغ اور کشف و کرامت کے باعث موحدین کی سلطنت معرض وجود میں آئی جس کی وجہ سے اس نواح میں آئندہ کئی صد سالوں کے لئے اسلام کو استحکام نصیب ہو گیا۔ حضرت عمار بن یاسر علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت نجم الدین کبریٰ تھے۔ جن

کے سلسلئہ ازادت سے حضرت شمس الدین تبریزی علیہ الرحمۃ، شیخ بہاؤ الدین (والد حضرت مولینا روم علیہ الرحمۃ) اور مولینا فخر الدین رازی جیسے سر آمد روزگار ظاہر ہوئے۔

سوال 35 – 36 : غوث پاک کا نسب نامہ کیا تھا؟ / کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کو گیارہویں والے پیر اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے نبی ﷺ کی گیارہویں پشت میں ہیں؟

جواب : آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں۔

پدری نسب نامہ

والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب یوں ہے

سیدنا محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی بن، سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابی عبداللّٰہ بن سید یحیٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللّٰہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللّٰہ المحض بن سید حسن المثنی بن سیدنا امیرالمؤمنین امام حسن بن سیدنا امیر المؤمنین اسد اللّٰہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللّٰہ وجہہ۔

مادری نسب

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے

سیدتنا ام الخیر امته الجبار فاطمه بنت سید عبداللّٰه صومعی الزاہد بن سید ابوجمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابوالعطا عبداللّٰه بن سید کمال الدین عیسی بن سید ابو علاؤالدین محمد الجواد بن سید علی الرضا بن سید موسیٰ الکاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امیرالمؤمنین امام حسین بن اسداللّٰه الغالب امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللّٰه وجہہ. سید وعالی نسب در اولیاء نور چشم مرتضی ومصطفی صلی اللّٰه علیه وسلم و رضی اللّٰه عنه.

نوٹ: اگرچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو گیارھویں والا کہنے کا سبب مذکور ہو چکا ہے اور جو سوال میں مذکور ہے وہ بھی ہو سکتا ہے اوپر نسب نامہ پدری ملاحظہ ہو۔

سوال 37 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے پیری مریدی کب شروع کی؟

جواب : ہاں فراغت علمی کے بعد آپ نے مسند روحانیت کو رونق بخشی۔ آپ کو خرقہ خلافت شیخ ابو سعید بن علی مخزومی علیہ الرحمۃ سے ملا۔ (نزہۃ الخاطر ملا علی قاری)

سوال 38 : کیا غوث پاک کا لنگر چلتا تھا؟

جواب : خوب چلتا تھا بلکہ اب بھی لنگر غوثیہ خوب چلتا ہے۔ فقیر کو دوبارہ بغداد شریف

حاضری نصیب ہوئی مزار شریف کے شمالی جانب لنگر خانہ ہے۔ دنبہ ، بکرے ، گائے کا گوشت اور چاول کی کھیر عام ہے آئے جس کا جی چاہے۔

سوال 39 : کیا کبھی آپ نے میلاد شریف منایا؟

جواب : ہاں میلاد شریف خوب ہوتا اسی دن کی خیراتِ عام دور تک مشہور تھی۔

سوال 40 : غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خطاب کیسا ہوتا تھا؟

جواب : سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وعظ میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کی مادری زبان اگرچہ فارسی تھی لیکن آپ عربی میں بھی بہترین تقریر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ بغداد کے لوگوں کی زبان عربی ہے۔ مغل شہزادہ دارا شکوہ اپنی مشہور تصنیف سفینۃ الاولیاء صہ ۱۶۴ الکھتاہے 'جب آپ تقریر فرماتے تو عوام کے ساتھ علماء ، فقہا ، محدثین ، مفسرین ، مؤرخین گھوڑں اور دیگر سواریوں پر سوار ہو کر آتے۔ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہوتا ان کے آنے کی وجہ سے مدرسہ مسجد میں جگہ نہ رہتی بغداد کی عیدگاہ میں انتظام ہونے لگا اور صحن کھچا کھچ بھر جاتا۔ اس کی مزید تفصیل آئے گی۔

مجالس وعظ

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہفتے میں تین بار مجلس وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم و حکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھیں بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بعض بے ہوش ہو جاتے تھے کئی مرتبہ لوگ حالتِ بے ہوشی واصل حق ہو جاتے۔ آپ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب۔ جنات ، ملائکہ اور ارواح طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار

تک پہنچ جاتی تھی۔آپ رضی اللہ عنہ کی آواز دور ونزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے اور آپ سے بکثرت خوارق وکرامات کا ظہور ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہم عصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی اور شیخ عدی بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرہ سے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوث اعظم کے مواعظ سنا کرتے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سر مو فرق نہ پایا جاتا۔

فائدہ

ایک عام واعظ کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس کہ وعظ کی تاثیر سے درجنوں کو اثر کر جاتی ہے خواہ وہ عملی لحاظ کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو پھر وہ واعظ باعمل اور پھر عالم کامل کی کیفیت کا کیا حال ہوتا ہے اولیا اللہ کے ملفوظات وطیبات کی تاثیرات سب پر عیاں ہے اور یہاں سلطان الاولیاء کی بات ہے کہ ان کی تاثیر کہاں سے کہاں تک پہنچے گی کہ جن کے وعظ پر درجنوں جنازے اٹھتے تھے۔

سوال 41 : کیا غوث پاک رضی اللہ عنہ دل کی باتیں بتا دیتے تھے؟

جواب شیخ ابو البقاء العکبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت اعظم کی مجلس وعظ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کے اس اجتماع کا کلام سنتے چلیں اس سے پہلے مجھے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ واعظ فرما رہے تھے آپ نے اپنا کلام چھوڑ کر فرمایا" یا اعمی العین والقلب

ماتصنع بکلام هذا العجمی اے آنکھوں اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا۔ آپ کا یہ فرمان سن کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ کے منبر کے قریب جا کر عرض کیا کہ مجھے خرقہ پہنائیں۔ چنانچہ آپ نے خرقہ پہنایا اور فرمایا' لو لا ان اللّٰه تعالیٰ اطلعنی علی عاقبة امرك لهلکت باالذنوب اگر اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کی مجھے اطلاعات نہ فرماتا تو تم گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر ۵٦)

عبداللہ ذیال علیہ الرحمتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ حضرت اپنے دولت خانہ سے اپنا عصا مبارک لیے ہوئے تشریف لائے فخطرلی ان لو ارانی فی هذه العکازة کرامة تو میرے دل میں اس وقت خیال آیا کہ آپ اس عصا مبارک سے کوئی کرامت دکھلائیں تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا ورکزها فی الارض فاذا هی نور یتلاء لامتصاعا نوره الیٰ نحو السماء واشرق به الجو وبقیت کذالک ساعة زمانیة ثم اخذها فعادت کما کانت اور عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور گھنٹہ بھر چمکتا رہا۔ اس کی روشنی آسمان کی طرف جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے وہ جگہ نور علی نور ہو گئی پھر آپ نے ایک گھنٹے کے بعد عصا مبارک کو نکال لیا تو وہ پھر اپنی پہلی ہیئت پر آگیا بعد ازیں آپ نے ارشاد فرمایا' یا ذیال انت اردت هذا اے ذیال تم اسی چیز کے خواہش مند تھے۔ (بہجۃ الاسرار صہ ۷۷، قلائد الجواہر صہ ۲٦)

کسی نے کیا خوب فرمایا۔

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں
عیاں تم پہ سب بیش وکم غوث اعظم

دلوں پر قبضہ

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرید بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے دن جامع مسجد کو جارہا تھا اس دن کسی شخص نے آپکی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی سلام کیا میں نے دل میں سوچا کہ عجیب بات ہے اس قبل ہر جمعۃ المبارک کو ہم بڑی مشکل سے ملنے والے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد تک پہنچا کرتے تھے'

ایں سخن در خاطرم تمام نشدہ بود کہ شیخ تبسم کناں بر من نگریست مردم بسلام روئے بشیخ آور دند چنانکہ میان من و شیخ حائل شدند باخود گفتم کہ آں حال بہتر ازیں بود۔ شیخ بمن التفات کرد و گفت ایں راتو خواستی ندانستئہ کہ دلہا مردماں بدست منست اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود بگر دانم روئے در خود کنم دل میں یہ خیال گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور لوگوں نے آپ کو سلام کرنا شروع کر دیا اور اس قدر ہجوم ہو گیا کہ میرے اور شیخ کے درمیان لوگ حائل ہو گئے پھر میں نے اپنے دل میں ہی کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا تو حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ بات تم نے خود ہی چاہی تھی تم کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان کو

پھیر دوں اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔ (نفحات الانس فارسی ۳۶۱ ، ۳۶۲ بہجۃ الاسرار صہ ۷۶ ،نزحتہ الخاطر الفاتر صہ ۶۳ ، ۶۴ قلائد الجواہر صہ ۶۸ تحفہ قادریہ صہ ۷۷)

مولانا رومی نے فرمایا'

حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

خیانت کا علم

ابو بکر القیمی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ' میں ابتدائی عمر میں شتربانی کا کام کرتا تھا مکہ مکرمہ جاتے ہوئے ایک شخص کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا اس شخص کو جب یہ احساس ہوا کہ وہ عنقریب مر جائے گا تو اس نے مجھے ایک چادر دی اور دس دینار دیکر فرمایا کہ' یہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا اور عرض کرنا کہ' حضور میری طرف نظر کرم فرمائیں وصیت کرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا واپسی پر جب بغداد شریف آیا تو طمع اور لالچ میں پھنس گیا اور یہ خیال ہوا کہ ان چیزوں کی کسی کو کیا خبر اور وہ دس دینار اور چادر اپنے پاس ہی رکھ لیے۔ ایک روز میں کہیں جارہا تھا کہ حضرت سے ملاقات ہوگئی میں نے سلام عرض کیا مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا' **لاجل عشرة دنانير ماخفت الله و امانت زالك الاعجمى و قاطعتنى** تم نے دس دینار کے لئے بھی خدا کا خوف نہیں کیا اور اس عجمی (غوث پاک) کی امانت رکھ لی ہے اور اس کے پاس آمد ورفت ترک کردی ہے آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو فوراً گھر جاکر وہ چادر اور دینار لاکر پیش کر دیے۔ (قلائد

الجواہر ۵۸)

بے وضو کو انتباہ

ابو الفرح ابن الہمامی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد شریف کے محلے باب الازج جانے کی ضرورت در پیش آئی وہاں سے واپسی پر حضرت قطب فردانی غوث صمدانی کہ مدرسہ کے قریب سے گزر ہوا تو عصر کی نماز کا وقت تھا اور وہاں تکبیر کہی جارہی تھی مجھے خیال آیا کہ میں یہاں نماز عصر ادا کر لیتا ہوں اور ساتھ ہی حضرت کو سلام بھی عرض کر لونگا جلدی میں مجھے بے وضو ہونے کا خیال نہ رہا اور اسی طرح جماعت سے مل گیا حضرت جب فارغ ہوئے تو آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا' ای بنی الغفلت شاملة لك بحيث قد صليت علىٰ غير وضواء وقد سهوت عن ذالك۔ اے فرزند من تمہیں نسیان بہت غالب ہے تم نے اس وقت سہو و بے وضو نماز پڑھ لی ہے آپ کے فرمان سے متعجب ہوا من کونه علما من حالي ماخفى عنى وخبرنى به کیوں کہ آپ کو میرے مخفی حال کا علم تھا اور اس سے مجھے خبر دار فرمایا۔ (قلائد الجوہر ۳۰ سطر ۴ تا۹)

دل کی خواہش

شیخ ابو المظفر شمس الدین یوسف بن قز علی الترکی سبط ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مظفر نامی بزرگ جو اہل الجریۃ میں سے تھے انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا کہ گرمیوں کے دنوں میں آپ کے مدرسے کی چھت پر چڑھ گیا اور وہاں ایک طرف کمرہ تھا جس میں آپ تشریف فرما تھے آپ کے کمرے میں ایک چھوٹا دریچہ تھا جب میں اس

کمرے میں حاضر ہوا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ نے الماری کا دروازہ کھولا اور اس سے کھجور کے پانچ دانے نکال کر عنایت فرمائے۔ (قلائد الجواہر ۷۶)

آنے والا حال

ابوالمجد حامد الحرانی الخطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا مصلیٰ بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا' یا حامد لتجلسن علے بساط الملوك اے حامد تم بادشاہوں کی بساط (دستر خوان) پر بیٹھو گے جب میں حران واپس آیا تو سلطان نور الدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کر دیا تو اس وقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔ (قلائد الجواہر ۳۳)

حال تو دانند یک یک موبمو
زانکه پر هستنداز از اسرار ہو
بلکه پیش از دن تو سالها
دیده باشندت بچند° ین حالها

ترجمہ: تیرے ایک ایک حال کے بال بال کو جانتے ہیں اس لئے کہ وہ اسرار ہُو سے پُر ہیں بلکہ تیری پیدائش سے سالہا پہلے تجھے ایسے حالات میں انہوں نے دیکھ لیا تھا۔

فائدہ

اس کی اصل وجہ وہی ہے کہ انبیاء واولیاءاللہ تعالیٰ بے اذن و عطاسے ایسے کمالات سے مزین ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان علمی کا اظہار قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین علیہ الرحمۃ قصیدہ مبارکہ میں اس طرح فرماتے ہیں'

آپ اللہ کی بارگاہ میں مقرب تھے اور آپ پر علم غیب سے پوشیدہ اسرار اور راز ظاہر ہوتے تھے۔

سوال : یہ صفت تو اللہ تعالیٰ کی ہے تم نے اولیا بلخصوص شیخ عبدالقادر کے لئے ثابت کر دی؟

جواب : اوپر عرض کیا گیا ہے انبیاء واولیا کا علم اللہ کی عطا ہے اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اتقوا فراسة المومن فانه وینظر بنور اللّٰه مومن کی فراست سے ڈرو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲، صہ ۱۴۰)

اور امام المحدثین علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں'

النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية خوجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق له حجاب فتری الکل کا المشاهد.

پاک اور صاف نفوس جب بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کرتے ہوئے ملاء اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں رہتا اس لئے وہ تمام اشیاء کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے وہ سامنے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲، صہ ۲)

صرف اس مسئلہ کی توضیح میں فقیر نے رسالہ لکھا ہے "فیض الغفور فی علم مافی الصدور"۔

سوال 42 : کیا آپ نے کسی غیر مسلم کو مسلمان کیا؟

جواب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نجی محفلوں کے علاوہ مجلس وعظ میں سینکڑوں غیر مسلم قبول کر لیتے۔ آپ نے تقریر میں کمال حاصل ہونے واقعہ خود بیان کیا'

۵۲۱ھ میں شوال کو منگل کے دن میں سو رہا تھا کہ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا "عبدالقادر تم تقریر کیا کرو تاکہ میرے دین کی اور زیادہ تبلیغ ہو" میں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! میری زبان فارسی ہے بغداد کے لوگوں کے سامنے عربی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی"۔ حضور علیہ السلام نے اپنے لعاب کے سات قطرے میرے منہ میں ڈالے اور سات مرتبہ یہ آیت پڑھ کر میرے اوپر پھونکی۔

ترجمہ : اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور بہترین موعظمت سے بلاؤ۔

حضرت عبدالقادر نے فرمایا دوسرے دن میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے فرمایا اے عبدالقادر تقریر کیا کرو، میں نے ان سے بھی یہی عرض کیا کہ میری زبان فارسی ہے اور بغداد کہ لوگ عربی بولتے ہیں ان کہ سامنے عربی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے لواب کہ چھ قطرے میرے منہ میں ڈالے اور وہی آیت پڑھ کر میرے اوپر پھونکی اسی دن میں ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو لوگ مجھ سے تقریر کرنے کے لئے کہنے لگے میں نے بہت منع کیا لیکن نہ مانے آخر میں منبر پر بیٹھا اور تقریر شروع کر دی میری اس تقریر کی شہرت سارے بغداد میں ہوئی اور مجھے تقریر کرنے کا شوق ہو گیا اور چند ہی دن میں تقریر سننے کے لئے لوگ جمع ہونے لگے اور اتنا مجمع ہونے لگا کہ مسجد میں جگہ نہ رہتی تھی تو بغداد کی عید گاہ میں انتظام ہونے لگا اور تقریروں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا سامعین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی

آپ جب تقریر کیا کرتے تھے تو لوگ اتنے غور سے سنتے تھے کہ ان کو یہ خیال بھی نہ رہتا تھا کہ کتنا وقت گزر گیا آپ کی زبان میں اتنا اثر تھا کہ جب آپ جنت کا اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرتے تھے تو لوگوں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگتے تھے اور جب دوزخ کہ اور اس کے سخت عذاب کا ذکر کرتے تھے تو لوگ ڈرتے اور ان کے چہرے پیلے پڑ جاتے کبھی کبھی لوگ بے ہوش تک ہو جاتے اور جب اسلام کی خوبیاں بیان کرتے تھے سینکڑوں غیر مسلم اسلام قبول کر لیتے تھے بہت سے برائیوں سے تائب ہو جاتے تھے وعظ کی تفصیل گزری ہے اور شیخ سید عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور لاکھوں کی تعداد میں فساق و فجار تائب ہوئے۔ (قلائد الجواہر وغیرہ)

سوال 43 : کیا آپ نے بیک وقت کئی مقامات پر اپنا آپ دکھایا؟ یہ کیسے ہو گیا؟

جواب : کاملین اولیا کا متعدد مقامات پہ موجود ہونے کے بیشمار واقعات ہیں اور شرعی اصول پر روا بھی ہے۔ اس موضوع پر امام جلال الدین سیوطی کا رسالہ المنجلی فی تطور الولی جو آپکے "الحاوی للفتاوی" میں ہے اسکا ترجمہ فقیر اویسی غفرلہ نے "ولی اللہ کی پرواز" کے نام سے شائع کیا ہے اور بار بار شائع ہوا ہے اور مستقل تصنیف الانجلاء فی تطور الاولیاء لکھی ہے یہ بھی مطبوعہ ہے اس دونوں رسالوں کا مطالعہ اس سوال کے جواب کے لئے کافی ہے۔

سوال 44 : کیا آپ نے کبھی توحید پر کوئی تقریر فرمائی۔ وہ بتائیں؟

جواب : آپ کی تقریر کے بیان میں گذرا آپ کی تقاریر کے مجموعے الفتح الربانی وغیرہ مطبوعہ ہیں اس میں آپ تقاریر توحید وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

سوال 45 : کیا آپ کی تصنیف ہے؟

جواب : آپکی متعدد تصانیف ہیں جو اکثر مطبوعہ ہیں۔ حضرت طاہر علاؤالدین علیہ الرحمۃ ایک رسالہ "تذکرہ قادریہ" کے نام سے مرتب کیا ہے انہوں نے اس رسالہ میں حضرت غوث اعظم پاک علیہ الرحمۃ کی سات تصانیف کا ذکر کیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ الفتح الربانی۔ ۱۲۸۱ھ میں مصر میں چھپی ہے۔

۲۔ حزب بشائر الخیرات۔ اسکندریہ چھپی ہے۔

۳۔ الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔ (مجھے کشف الظنون میں تلاش کے باوجود یہ نام نہیں ملا۔)

۴۔ سر الاسرار۔ علم تصوف کے بارے میں ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

۵۔ رد الرفضہ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

۶۔ تفسیر قرآن کریم دو جلد۔ کتب خانہ رشیدیہ کرام میں طرابلس میں موجود ہے۔

۷۔ علم ریاضی کے متعلق۔ ۶۲۲ھ کی لکھی ہوئی مگر ناتمام موجود ہے۔

مندرجہ بالا سات کتابوں کہ علاوہ علاؤالدین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے ۶۹ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

سوال 46 : آپ کے مرید کرنے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب : جیسے مسنون طریقہ ہے مرید کے ہاتھ کو ہاتھ میں لیکر تقویٰ کی تلقین

فرماتے۔

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے سے فرماتے ہیں میں تجھے امورِ ذیل کی وصیت کرتا ہوں۔

اللہ کا تقویٰ اور اس کی فرمانبرداری ظاہر شریعت کے احکام کی پابندی سینہ کی صفائی (حسد، کینہ سے نفس کی جوانمردی چہرہ کی بشاشت عطا کردنی چیز کا دے ڈالنا خلقت کو ایذانہ برداشت کرنا درویشی پیروں کی حرمت نگاہ رکھنا برادران دین سے نیک صحبت رکھنا چھوٹوں کو نصیحت کرنا رفیقوں سے لڑائی ترک کرنا ایثار کا لازم پکڑنا مال زخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا اس شخص کی صحبت ترک کرنا جو سالکوں کے زمرہ میں نہ ہو دین و دنیا کے کاموں میں مسلمانوں کی مدد کرنا حقیقی فقر یہ ہے کہ تو خلقت کا محتاج نہ ہو اور حقیقی تونگری یہ ہے کہ تو خلقت سے بے نیاز ہو۔ تصوف قیل و قال سے نہیں لیا گیا ہے بلکہ بھوک سے اور نفس کی مالوفات و مستحسنات کو ترک کرنے سے فقیر کو علم (مطالبہ احکام) سے ابتدا نہ کر بلکہ نرمی سے ابتدا کر کیونکہ مطالبہ کا کام اس کو متنفر کردے گا اور نرمی سے اس میں اُنس پیدا ہو گا۔

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام، رضائے اسحاق علیہ السلام، صبر ایوب علیہ السلام، اشارت ومناجات زکریا علیہ السلام، تجرد تضرع علیہ السلام، صوف موسیٰ علیہ سلام، سیاحتِ عیسیٰ علیہ السلام، فقرِ سیدنا ونبینا حضرت محمد ﷺ۔ (فتوح الغیب مقالہ ۷۵)

ترتیب اشغال کا یوں ارشاد منقول ہے

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

مومن کو چاہئے کہ پہلے فرائض میں مشغول ہو جب فرائض سے فارغ ہو تو سنتوں میں مشغول ہو پھر عبادت نافلہ میں مشغول ہو پس جب تک کہ فرائض سے فارغ نہ ہو سنتوں میں مشغول ہونا جہالت ور عونت ہے۔

پس اگر فرائض سے پہلے سنتوں اور نوافل میں مشغول ہو تو اس سے قبول نہ کیے جائیں گے اور وہ خوار کیا جائے گا پس فرائض کو چھوڑ کر سنت و نوافل ادا کرنے والے کا حال اس مرد کے حال کی مانند ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے بلکہ اس امیر کی خدمت میں قیام کرے جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اس کے دست قدرت و تصرف میں ہو آپ کے مریدین کو وصایا کا مستقل باب ہے بعض کو فتوح الغیب میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال 48-47 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پیرو مرشد کا نام کیا ہے؟ اور سلسلہ کیا تھا؟

جواب : -47 اور 48 کے جوابات گزر چکے ہیں۔

سوال 49 : جب آپ مادرزاد ولی تھے تو پھر آپ کو مرشد پکڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب : کیا انبیا علیہ اسلام پیدائشی طور نبی نہ تھے لیکن انہوں نے بھی ظاہری اسباب کے تحت دوسروں سے فیوضات وبرکات حاصل کیے۔ سوائے ہماری نبی پاک ﷺ نے کہ آپ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا محتاج نہ بنایا گیا یونہی اولیاء کرام کا حال ہوتا ہے۔

سوال 50 : غوث پاک نے کتنے سلسلوں میں بیعت فرمائی؟

جواب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی ان سلاسل کی ترتیب شروع ہوئی اس سے قبل جو بزرگ کے زیادہ پیروکار ہوتے اسی کے نام کا سلسلہ ہوتا۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔

سوال 51 : کیا آپ نے مُردوں کو بھی زندہ کیا؟

جواب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے متعدد مردے زندہ فرمائے۔ فقیر نے چند ایک کا ذکر بڑھیا کا بیڑ اور غوث اعظم کی کرامت میں لکھے ہیں۔

سوال 52 : ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے ایک ایسا ڈوبا ہوا بیڑا ترا دیا جو 12 سال پہلے غرق ہو گیا تھا؟ عقل نہیں مانتی، سمجھ میں نہیں آتا آپ تفصیل سے بتاؤ؟

جواب : فقیر کے رسالہ "بڑھیا کا بیڑا" اور "غوث اعظم کی کرامت" کا مطالعہ کیجئے متعدد بار شائع ہوا ہے اور مطبوعہ ہے عام ملتا ہے۔

سوال 53 : حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب : حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سیدنا امیر معاویہ، حضرت ابو سفیان اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے نیاز مندی کا اظہار فرماتے۔ "غنیۃ الطالبین" جو آپ کی تصنیف منسوب ہے اس میں آپ نے روافض کا خوب رد کیا ہے دیسے علیحدہ تصنیف اور رد الروافض کے نام سے تصنیف مشہور ہے۔

سوال 54 : کچھ بیوقوف علم کے کورے اندر کے اندھے یوں دُرفشانی کرتے ہیں کہ

غوث اعظم وہابی تھے۔ کیا یہ فی الحقیقت غلط نہیں ؟

جواب : اسی سوال پر فقیر نے رسالہ لکھا ہے "کیا غوث اعظم وہابی تھے" یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔

سوال 55 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں تصوف کسے کہتے ہیں ؟

جواب : تصوف تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا بچھونا تھا حضور غوث اعظم نے یہ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خداتعالی کا مقصد جانے اور دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

سوال 56-57 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ / کوئی آدمی آج بھی چاہے تو اپنے آپ کو غوث پاک کا مرید بنا سکتا ہے۔ کیسے ؟

جواب : سلسلہ قادریہ کے کسی کامل بزرگ کی بیعت ہو جاتے ہی سلسلہ قادریہ میں داخلہ ہے۔ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ اگر کچی عقیدت سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرید سمجھے تو وہ بھی قیامت میں آپ کے مریدین میں سے ہو گا۔

سوال 58 : غوث پاک سارے ولیوں کے سردار' کے والدین کے اخلاق سیرت کردار پر لکھیں ؟

جواب : آپ کے خاندان کا ہر فرد اوپر سے نیچے تک ہمہ آفتاب و مہتاب تھے سلسلہ پدری سے بھی اور سلسلہ مادری سے بھی یہاں صرف آپ کے والدین کے متعلق پڑھیے۔

والد گرامی

آپکے والد محترم کا نام ابو صالح تھا جن کو ایک مدت کی ریاضات ومجاہدات کے بعد صالحیت کے بلند مقام پر پہنچا کر آپکو انوار بنایا تھا۔ آپ کی شان اتقاء کا اندازہ لگانے کیلئے حسب ذیل واقعہ کافی ہے ایک دفعہ آپ لب دریا مستغرق بیٹھے تھے تین دن کی بھوک نے اللہ کی راہ میں سوکھ کر کانٹا ہو جانے والے جسم کو اور بھی زیادہ مضمحل بنا رکھا تھا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مواج دریا کی لہر ایک سیب کو بہائے لے جا رہی ہے آپ نے ہاتھ بڑھا کر اسے نکال لیا اور بھوک کے غلبہ نے مجبور کیا کہ اسی کو قوت لایموت کا ذریعہ بنائیں کھانے کو تو اسے کھالیا مگر معاً خیال آیا کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا تھا؟ دریا میں کیوں کر گرا اور مجھے اسے نکال لینے کا کیا حق تھا اتقاء و پرہیزگاری کے زبردست جذبے نے سینہ میں جائز و ناجائز کے سوال نے ایک تلاطم پیدا کیا سوچے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سیب ہی عتاب الٰہی کا سبب بن جائے اور تمام ریاضات بارگاہ الٰہی میں رائیگاں جائیں مگر انہیں کیا خبر تھی کہ یہ سیب ہی قدرت کی کارسازی کا ایک عجیب نمونہ بننے والا ہے اور آئندہ نسلوں کو سبق دینے والا ہے کہ مردان خدا سخت مصیبت و ابتلاء کے وقت بھی اپنے دامن تقدس کو یوں بچایا کرتے ہیں مگر آج وہ مستقیم نگاہیں اور وعبرت پذیر دل کہاں ہیں جو اس واقعہ سے سبق لیں'

خرد نے کہہ دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

الغرض آپ نے فیصلہ کیا کہ اس سیب کے مالک کو بلا کر کہ اسے بخشوانا چاہیے اور آپ دریا کے کنارے چل پڑے کئی روز تک سفر کرتے لب دریا ایک عظیم الشان اور خوب صورت محل نظر آیا جس سے ملحق ایک وسیع اور پر فضا باغ تھا اسمیں سیب کا ایک بڑا باغ تھا جس میں

بکثرت سیب لگے ہوئے تھے اور جس کی شاخیں پہلو کے بارے سے سطح آب پر جھکی ہوئی تھیں اور کچھ سیب بھی ٹوٹ ٹوٹ کر دریا میں گر رہے تھے۔ پس منزل مقصود کا پتہ پالیا سمجھے وہ سیب اسی درخت سے ٹوٹ کر بہتا ہوا میرے پاس پہنچا تھا جسکو بخشوانے کے لئے میں نے یہ سفر اختیار کیا ہے باغ کے اندر ان کہ پاس پہنچے اور اپنے آنے کا ماجرا عرض کیا۔

یہ سید عبداللہ صومعی بھی بڑے پہنچے ہوئے بزرگ اور عارف تھے ماجرا سنتے ہی پہچان لیا کہ یہ شخص کسی فرع کی اصل اور شان پاکبازی میں یکتا ہے۔

عقد نکاح

اپنی فراست ایمانی سے سید عبداللہ صومعی نے سید ابو صالح کو پہچان کر فرمایا جناب آپ نے میرے باغ کا سیب میری اجازت کے بغیر کھایا ہے جس کا کھانا آپ کے لئے حلال نہ تھا اور نہ اب تم میرے معاف کئے بغیر آخرت کے مواخذے سے بچ سکتے ہو اگر تمہیں اسے معاف کرانا ہے تو بارہ برس میری خدمت میں رہو اور اپنی صالحیت کا ثبوت دو۔ سید ابو صالح سچے خدا پرست اور متقی تھے معافی کی اہمیت اور اس مطالبہ کی قدر و قیمت کو خوب سمجھتے تھے بلا عذر تیار ہو گئے اور اپنے آپ کو خدمت میں پیش کر دیا اور احتساب اعمال سے بے فکری کو بھی مد نظر رکھیں بارہ برس تک آپ خدمت میں مصروف رہے اس مدت کے منقضی ہونے کہ بعد سید عبداللہ صومعی نے فرمایا اس شرط کو تم نے نہایت ہی بے جگری کیساتھ پورا کر دیا مگر ایک خدمت اور ہے اس کے انجام پذیر ہونے کے بعد معاف کر دوں گا اور وہ یہ ہے کہ تم میری لڑکی سے نکاح کر لو اور اس کہ بعد دو برس اور رہو مگر اس شرط پر آمادگی سے پہلے یہ بھی سن رکھو کہ میری لڑکی میں چار عیب ہیں اول یہ کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے دوسرا یہ کہ وہ کانوں سے بہری ہے تیسرا یہ کہ وہ ہاتھوں سے لنجی ہے اور

چوتھا یہ کہ وہ پاؤں سے لنگڑی ہے اس سے تمہیں نکاح کرنا پڑے گا اور اس کے بعد دو سال رہنا پڑے گا اس کے بعد تم آزاد ہو گے جہاں چاہو چلے جانا آپ نے یہ دونوں شرطیں بھی منظور کر لیں اور یہ نکاح ہو گیا۔

حجلہ عروسی میں یہ پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ جس لڑکی کو عیب دار بتلایا گیا تھا وہ نہ صرف صحیح و تندرست ہے بلکہ ظاہری حسن وجمال کی ایک دل پذیر تصویر ہے جسے دیکھ کر صانع حقیقی کی گلکاریوں سے روح پر وجد طاری ہوتا ہے۔ سید ابو صالح کی ایک شان اتقاء اور جذبہ خدمت تو آپ دیکھ چکے۔ اب ایک دوسری ایمان افروز شان بھی دیکھیے جب آپ نے نئی نویلی شریک زندگی کو بتلائے ہوئے حلیہ کے خلاف پایا تو خیال کیا کہ یا تو کوئی دوسری لڑکی آگئی ہے یا یہ میرا امتحان منظور ہے ادھر اپنے جذبہ ایمان واتقان کو ٹٹولا اور اس خیال سے قطعی کنارہ کش رہے کہ یہ مبادا کوئی اور لڑکی ہو۔ اس متقیانہ کنارہ کشی کو دوسرے دن سید عبداللہ نے بھی اپنی فراست ایمانی سے تاڑ لیا اور کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کہ مطابق جو تم سے کہا تھا کہ وہ خلاف نہ تھا وہ عیب اس میں موجود ہیں مگر ان کی حقیقت میں نے تمہیں نہیں بتائی تھیں لو اب سنو کہ وہ اس معنی پر اندھی ہے کہ وقت پیدائش سے لے کر آج تک کسی نامحرم کو مس نہیں کیا اور وہ لنگڑی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا قدم آج تک غیر حق کی طرف نہیں اٹھا اور نہ آئندہ تمہارے حکم کے خلاف اٹھے گا ان مومنانہ توجیہات کو سید ابو صالح سن کر دنگ رہ گئے اپنی خوش قسمتی پر مسرت وشادمانی سے جھومنے لگے بھلا جس خوش قسمت اور مقدس پاک باز انسان کو صورت وسیرت کہ اعتبار سے ایسی زہرہ جبیں وحور تمثال بیوی بغیر تلاش وجستجو کے بغیر اس کی مسرت وشادمانی کا اندازہ کوئی کیا لگا سکتا ہے وہ اپنی قسمت پر جس قدر فخر وناز کرلے بجا ہے۔

غوث اعظم کی والدہ

اس مجتمع الصفات وحسنات بزرگ ومحترمہ کا اسم گرامی فاطمہ تھا۔ آپ کی کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار تھا جن کی مبارک گود میں قطب ربانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے پرورش پاکر اپنے انوار وتجلیات سے جملہ عالم کو منور فرمایا۔

حضرت فاطمہ کے ظاہری وباطنی کمالات آپ سن چکے ہیں ان کا زہد واتقاء جب بچپن ہی میں آسمان عظمت پر تھا تو جوانی اور بڑھاپے میں تو کیوں نہ اس میں چار چاند لگے ہوں گے اور یہ سب نتیجہ تھا ان کے والد محترم حضرت سید عبداللہ صومعی کی تعلیم وتربیت کا غوث صمدانی کے نانا یعنی سید عبداللہ صومعی بھی صاحب کشف وکرام بزرگ تھے۔ آپ کے خوارق وعادات وکمالات کا دور دور شہرہ تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ قصبہ جیلان کے مشہور مشائخ میں سے تھے بلکہ رئیس اعظم بھی تھے گویا قدرت نے آپ کو دین ودنیا دونوں کی دولتوں سے مالا مال کیا تھا باوجود رئیس ہونے کے آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نفلیں پڑھ کر گزارتے۔ سالہا سال کی عبادت وریاضت نے آپ کو مستجاب الدعوات بنادیا تھا۔ آپ کی زبان سے جو بھی نکل جاتا وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول تھا آپ کے مریدوں کی تعداد بکثرت تھی۔ ایسے صاحب تصرف بزرگ کے زیر سایہ حضور غوث الاعظم کی محترمہ والدہ حضرت فاطمہ نے پرورش پائی۔

فائدہ

والدین کے علاوہ جی چاہتا ہے کہ اس خاندان کے ہر ہر فرد کا تعارف کراؤں لیکن یہ مختصر تصنیف اس کی حامل نہیں صرف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی پھوپھی جان کا

مختصر حال ملاحظہ ہو۔

پھوپھی جان رضی اللہ عنہا

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی پھوپی کا نام عائشہ تھا اور کنیت ام محمد۔ آپ بھی نہایت پاکباز صاف باطن اور بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں۔ اپنا وقت یادالٰہی میں بسر کرتیں اور خدائے ذوالجلال کی حمد و ثناء کے گیت گانے میں مگن رہا کرتی تھیں اور اپنی اس عبادت وریاضت کی وجہ سے مرتبہ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔

ایک مرتبہ قصبہ جیلان میں سخت قحط پڑا زمین سخت اور آسمان فولاد کا ہو گیا۔ قحط سالی کی مصیبت سے ہر طرف شوروفریاد برپا تھی۔ نماز استسقاء پڑھی جارہی تھی اور دعائیں مانگی جارہی تھیں۔ جب لوگ اپنی دعاؤں کی بے اثری سے تنگ آگئے تو حضور غوث پاک کی پھوپھی حضرت عائشہ کے پاس آئے اور التجا کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگیں تاکہ لوگ قحط کی مصیبت سے نجات پائیں آپ لوگوں کی استدعاء پر اٹھیں اپنے صحن میں جھاڑو دی اور بارگاہ ایزدی میں یوں دعا کی۔

"الٰہی تیری لونڈی نے جھاڑو دیدی ہے اب تو اپنے فضل وکرم سے اس میں چھڑکاؤ کردے"۔

یہ الفاظ ساق عرش معلی پر جا پہنچے دیکھتے ہی دیکھتے افق سے گھنگھور گھٹائیں جھوم کر اٹھیں اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے۔

اس سے آپ معلوم کرسکتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تمام خاندان مطلع انوار اور قوانین اسلامیہ واحکام شرعیہ کی تعلیم کا یگانہ درسگاہ تھا۔

سوال 59 : قبلہ اویسی صاحب آپ فرمائیں کہ وہ آپ کہ مؤذن والا واقعہ کیا ہے؟ کہ جس میں وہ ایک دن میں 12 سال کا زمانہ گذر گیا؟

جواب : یہ مجمل سوال تفصیل طلب ہے۔

سوال 60 : ہم نے سنا ہے کہ غوث پاک کو روضہ انور سے رسول پاک ﷺ نے اپنا نورانی ہاتھ باہر نکال کر سلام عطاء فرمایا۔ کیا یہ سچ ہے؟

جواب : تفریح الخاطر میں ہے'

بائیسویں منقبت زیارت کے وقت نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرنے کے بیان میں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غوث اعظم مدینہ منورہ آئے اور چالیس روز تک ہاتھ باندھے نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف منہ کر کھڑے یہ دوبیت پڑھتے رہے'

ترجمہ : میرے گناہ سمندر کی موجوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں بلند پہاڑوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب کریم بخشنے لگے تو یہ مچھر کے پر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔

دوسری مرتبہ تشریف لائے تو حجرۂ مبارک کے قریب جا کر یہ دوبیت پڑھے۔

ترجمہ : حالت بعد میں اپنی روح کو (آپ کی خدمت میں) بھیجتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں سو اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔ اسی وقت حضور ﷺ کا دست اقدس نمودار ہوا آپ نے مصافحہ کیا اور چوم کر سر پر رکھا۔

نوٹ : اس طرح کا واقعہ حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کا بھی ہے وہ بھی حق ہے

لیکن وہ اس واقعہ کے بعد کا ہے۔

سوال 61: آج کے زمانے میں ایسے ایسے کمالات دکھاتے والے مرشد یا ولی یا پیر لوگ نظر کیوں نہیں آتے؟

جواب: مادیات کا دور ہے عوام اہل اسلام اس میں پھنس گئے ہیں طلب صادق نہیں رہی ورنہ اولیاء کرام دنیا میں نہ ہوں تو قیامت قائم ہو جائے حضور علیہ السلام نے فرمایا "لاتاتی الساعة حتی لایقال اللّٰہ اللّٰہ"، جبتک اللہ اللہ کرنے والے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

سوال 62: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ یا کوئی اور بزرگ کے بارے میں ہم نے سنا ہے کہ وہ پیدا ہوئے تو لڑکی تھے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کثرتِ بنات کے معذوری کے اظہار پر آپ نے انہیں لڑکا بنا دیا تھا؟

جواب: ہاں یہی حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ ہیں جن کا تفصیلی واقعہ فقیر نے "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبد القادر" میں لکھا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی واقعات ہوئے تبر کاً ایک یہاں عرض کرتا ہوں۔

منتخب جواہر القلائد میں ہے کہ ایک دن ایک عورت حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی والتمست من حضرته الدعاء لیعطیها اللّٰہ ۔ اور عرض کیا کہ بندہ نواز! دعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے تو آپ نے مراقبہ فرما کر لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی۔ فسأل اللّٰہ ان یعطیها ولدین پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے

دو بیٹوں کی دعا کی فجاء ہ النداء من اللّٰہ لیس لها ولد مکتوب فی اللوح وانت تطلب لها ولدین تو آپ کو ندا آئی کہ اس کے لئے لوح محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں آپ نے تین بیٹوں کے لئے عرض کیا تو وہی جواب ملا آپ نے پھر چار بیٹوں کا سوال کیا پھر وہی جواب ملا آپ نے پانچ بیٹوں کے لئے سوال کیا تو پھر پہلے جیسا جواب ملا آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کیا تو پھر وہی جواب ملا آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا فجاء النداء یکفی یاغوث فبهذه البشارة جاء ت البشارة الیها باعطاء اللّٰہ لها سبعة اولاد ذکورا تو نداء آئی اے غوث! اتنا ہی کافی ہے اور یہ بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔ (تفریح الخاطر صہ ۴۲)

سوال 63 : ہر شخص کے دل میں غوث پاک کی عظمت کا نقش قائم ہے۔ کئی صدیوں سے یہ عقیدت کس وجہ سے ہے؟

جواب : اس کا موجب وہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت ولی اللہ سے ظاہر کر کے پھر جبریل علیہ السلام کے ذریعے تمام آسمانوں و زمینوں میں اس سے محبت کا اعلان فرماتا ہے چونکہ غوث اعظم تمام پیروں کے پیر ہیں اسی لئے ان کی محبت و عقیدت تمام اولیاء سے عوام و خواص میں زیادہ رکھی گئی ہے۔

سوال 64 تا 65: غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام کیسے تھے؟ / غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب : اس میں تفصیل ہے لیکن فقیر اجمالاً عرض کرتا ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ۹۱ سال کی عمر شریف میں ربیع الثانی کی سترہ یا گیارہ یا نو تاریخ کو ۵۶۱ھ میں ہوا۔ آپ نے آخری وقت میں اپنے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ کو جو اس وقت حاضر تھے وصیت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑنا کسی شخص سے بجز اللہ تعالیٰ کے خوف وامید نہ رکھنا، اپنی ساری حاجتوں کو اللہ کے سپرد کرنا اور اسی سے مانگنا، اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا اور توحید کو لازم پکڑنا۔ آپ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا بعد ازاں آپ نے اپنی اولاد کو جو آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی کہ کھڑے ہو جاؤ اور جگہ دو اور ان کا ادب بجالاؤ وہ یہاں رحمت کی بارش ہو رہی ہے اور ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو اور آپ فرماتے تھے "علیک السلام ورحمۃ اللہ" ایک رات اور ایک دن آپ یہ فرماتے رہے میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔

آپ کا مزار شریف مدرسہ کے باب الازخ میں واقع ہے جہاں شب وروز ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہو کر فیض یاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

سوال 66 : کیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک جلالی بزرگ تھے ؟

جواب ۔ ہر ولی کامل جامع الجمال والجلال ہوتا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں تو یہ دونوں صفات بطریق اتم واکمل تھیں ہاں اللہ تعالیٰ آپ کی گستاخی پر سخت سے سخت گرفت فرماتا ہے۔

تفریح الخاطر میں ہے کہ آپ کے ابتدائی دور میں جو آپ کا نام بغیر طہارت کے لیتا تھا ہلاک ہو جاتا۔ یہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صفت جمالی کی دلیل ہے کہ آپ نے امت مصطفیٰ ﷺ پر شفقت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معاف کرا دیا۔

سوال 67 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک چور کو قطب کیسے بنادیا؟

جواب : ہاں یہ کرامت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو بہت ہی مشہور ہے۔ بچپن ہی سے یہ سلسلہ جاری ہوا ڈاکوؤں کی کہانی سب کو معلوم ہے۔ اس وقت جتنے ڈاکو مسلمان ہوئے سب کے سب اولیاء کاملین رحمہم اللہ ہی تو تھے جن کی ولایت وکرامات کی عرب میں دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ دیگر متعدد واقعات ہیں جو فقیر نے شرح حدائق جلد اول میں لکھے ہیں۔

سوال 68 : شکستہ قبروں پر غور کر کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب : اس کا مطلب ظاہر ہے کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

سوال 69 : ہم گیارہویں کیوں مناتے ہیں؟ گیارہویں کا جلوس کیونکر نکالا جاتا ہے؟

جواب : گیارہویں کے جوابات گذر چکے ہیں بعض مقامات پر جلوس نکالا جاتا ہے تو وہ تذکیر (یاد دلانے) کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وذکرھم بایام اللّٰہ" اللہ تعالیٰ کے بڑے دن یاد دلایئے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "بارہ ربیع الاول کے جلوس" میں پڑھئے۔

سوال 70 : ابن سقا کا واقعہ کیا ہے؟

جواب : ابن سقاء کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ معتبر و مستند کتب مثلاً فتاویٰ حدیثیہ میں

ہے۔ ملاحظہ ہو۔

واقعہ ابن سقاو غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

ابو سعید عبداللہ محمد بن ہبۃ

اللہ تمیمی شافعی نے ۵۸۰ھ میں جامع دمشق میں بیان کیا کہ میں جوانی میں تحصیل علوم کے لئے بغداد گیا۔ وہاں مدرسہ نظامیہ میں ابن سقا میرا رفیق تھا۔ ہم عبادت کیا کرتے تھے اور صالحین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ان دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھا جسے غوث کہا کرتے تھے اس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ وہ جب چاہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہے غائب ہو جاتا ہے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تعلیم پاتے تھے۔ ایک روز ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لئے گئے راستے میں ابن السقاء نے کہا میں اس غوث سے آج ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بولے (معاذ اللہ) میں تو کوئی سوال نہ کروں گا بلکہ ان کی مجلس سے فیض حاصل کروں گا۔

جب یہ حضرات محفل میں پہنچے تو وہ بزرگ وہاں موجود نہ تھے تھوڑی دیر کے بعد انہیں وہاں بیٹھا پایا انہوں نے ابن سقا کو قہر آلود نظر سے دیکھ کر فرمایا ابن سقا تو کہتا ہے کہ تیرے سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔ کان کھول کر سنو میں جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس جواب یہ ہے تیری بے ادبی کے سبب تجھ پر دنیا تیرے کانوں کی لو تک گرے گی۔ پھر اس نے سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ کی۔ اسے اپنے پاس بٹھایا اور عزت کی اور فرمایا اے عبدالقادر رضی اللہ عنہ تو نے اپنے ادب سے اللہ تعالیٰ عزوجل اور رسول ﷺ کو متوجہ کر لیا۔ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں مجمع میں کرسی پر بیٹھا ہوا

وعظ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" میں گویا تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیری عظمت کے آگے اپنی گردنیں جھکادی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ غوث اسی وقت ہم سے غائب ہو گیا اور ہم نے پھر اسے نہیں دیکھا۔ مگر اس کے ارشاد کے مطابق سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں قرب الٰہی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور عوام جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے اور اعلان قدمی الخ ان سے سنا گیا اور تمام اولیاء نے ان کے سامنے سر جھکایا (انہی میں یہی غوث وقت بھی شامل ہیں) ابن سقا علوم شرعیہ ایسا مستغرق ہوا کہ وقت کے علماء اس کی قابلیت کا لوہا ماننے لگے اور علم مناظرہ میں اس قدر حاوی تھا کہ اپنے مدمقابل کو ساکت کر دیتا ساتھ ہی فصاحت میں مشہور زمانہ تھا۔

عباسی خلیفہ نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا اسے شاہ روم کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ شاہی دربار میں نصاریٰ کے علماء کو ایک مناظرے میں ساکت کر دیا۔ بادشاہ کے دل میں اس کی قدر بڑھ گئی ایک دن بادشاہ کی لڑکی کو دل دے بیٹھا اور بادشاہ کو نکاح کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے کہا عیسائیت قبول کر لو۔ اس نے اسلام سے انحراف کر کے عیسائیت قبول کر لی۔ (نزہۃ الخاطر صہ ۸۲-۸۱ وغیرہ)

سوال 71 : آپ کے علوم وفضل کا شیطان نے اقرار کیا آپ نے فرمایا کہ سب اللہ کا فضل ہے یہ کیا واقعہ ہے اس کا حوالہ؟

جواب : ہاں یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں ہے آپ کے صاحبزادہ شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے میں ایک سیاحت میں جنگل کی طرف نکلا مجھے کئی روز پانی نہ ملا اس لئے سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی ایک بادل نے مجھ پر سایہ ڈالا اس میں سے تری جیسی ایک چیز مجھ پر

اتری جس سے میں سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے کنارہ آسمان روشن ہو گیا اور ایک صورت نمودار ہوئی جس نے مجھے یوں پکارا "اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں۔ میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں" یہ سن کر میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اے لعین! دور ہو اتنے میں وہ روشنی تاریکی ہو گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ پھر اس نے مجھ سے یوں خطاب کیا اے عبدالقادر! تو مجھ سے حکم الٰہی اپنے علم کی بدولت اور اپنے منازلات کے احوال کی واقفیت کے سبب بچ گیا میں نے اس طرح کے واقعہ سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا ہے اس پر میں نے کہا یہ میرے رب کا فضل واحسان ہے۔

شیخ ابو نصر کا بیان ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس طرح جان لیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے اس قول (میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں) سے۔ (بہجہ صہ ۱۲۰)

انتباہ

اس سے ان جاہل پیروں کو انتباہ ہے کہ جب پیران پیر رضی اللہ عنہ شرعی امور سے مستثنیٰ نہیں تو پھر تم کیسے مریدوں کو دھوکہ دیتے ہو کہ ہم شرعی قیدوں سے آزاد ہیں یہ تمہارا شیطانی دھوکہ ہے۔

سوال 72 : آپ کے بچپن میں سچ بولنے کی برکت سے اللہ نے ڈاکوؤں کو ان کے پیشے سے توبہ کروادی کیا یہ سچ ہے؟ واقعہ کیا ہوا تھا؟

جواب : یہ واقعہ بڑا مشہور ہے تمام کتابوں میں درج ہے جو آپ کے حالات پر مشتمل ہیں کہ :

جیلان سے ایک قافلہ بغداد کو جارہا تھا والدہ محترمہ نے آپ کو اس قافلے کے ساتھ روانہ کرتے ہوئے خدا حافظ کہا راستے میں اکثر لٹیرے قافلے والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے، ان کا قافلہ بھی جب ایک ویران مقام پر پہنچا تو ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کردیا اور تمام سامان لوٹ لیا۔

حضرت کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی ہی ہوگی ایک ڈاکو نے کڑک کر پوچھا لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں میرے پاس رقم ہے ڈاکو نے ادھر ادھر ٹٹولا، مگر کچھ برآمد نہ ہوا اتنے میں ایک دوسرا ڈاکو آگیا، اس کے جواب میں بھی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس درہم ہیں دونوں ڈاکو آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ بچہ کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس درہم ہیں لیکن بڑی تلاش کے باوجود ہمیں تو اس سے ایک کوڑی بھی نہیں ملی۔

سردار نے پوچھا لڑکے تمہارے پاس چالیس درہم ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ پوچھا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ دیکھو! میری والدہ محترمہ نے انہیں گریبان میں سی دیا تھا۔

یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار حیران رہ گیا پوچھنے لگا بیٹے! تم جانتے ہو کہ ہم ڈاکو ہیں تمہارے درہم بڑے محفوظ تھے وہاں تک کسی کی عقل نہ جاسکتی تھی، تم نے پھر کیوں بتادیا؟

آپ نے فرمایا کہ جب میں گھر سے رخصت ہوا تو میری والدہ محترمہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کوئی صورت ہو جھوٹ ہرگز نہ بولنا میں اپنی ماں کے ارشاد کی نافرمانی کیسے کرسکتا تھا؟ یہ جملہ سن کر ڈاکوؤں کے سردار پہ کپکپی طاری ہوگئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ چلا اٹھا کہ میں کتنا بدنصیب ہوں کہ اللہ کے حکم کے خلاف لوگوں کو لوٹتا ہوں، ایک

بیہ چہ ہے جو ماں کے حکم پر اپنی دولت بھی قربان کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد سردار کی حالت سنبھلی تو اس نے حکم دیا کہ قافلے کا لوٹا ہوا تمام مال واپس کر دیا جائے میں آج سے ڈاکہ زنی سے توبہ کرتا ہوں۔

انتباہ

ہمارے غوث اعظم رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی ڈاکوؤں کو راہ راست پر لائے اور یہ نادان جو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں سمجھتے وہ دوسروں کو تو بجائے ماند خود کو بھی سیدھا نہیں کر سکتے۔

سوال 73 : کیا آپ کو حضور ﷺ کا خواب میں یا بیداری میں دیدار ہوا؟

جواب : ہاں ایک بار نہیں بار بار خواب کا تو کوئی شمار نہیں بیداری میں بھی درجنوں واقعات آپ کے حالات میں مذکور ہیں۔ تبرکاً ایک واقعہ عرض ہے۔

ایک دن حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آگئی۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش رہو۔ اور آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔ جب شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا "حضرت نبی را ﷺ در خواب دیدی" کہ آپ نے خواب میں حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ : جی ہاں

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ : من برائے دمے باادب بایستادہ بودم یعنی میں اسی

لئے باادب کھڑا ہو گیا تھا نبی پاک ﷺ نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی ہے ؟

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ : (جواباً عرض کرتے ہوئے) ملازمت تو یعنی آپ کی خدمت اقدس میں ہی حاضر رہیں۔ (بہجۃ الاسرار وغیرہ)

نوٹ : اس قسم کے واقعات سے بعض لوگوں نے انکار کیا تو فقیر نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے "تحفۃ الصلحاء فی رؤیۃ النبی فی الیقظۃ والرؤیا" اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال 74 : کیا غوث پاک حافظ قرآن تھے ؟

جواب : ہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حافظ القرآن تھے۔

سوال 75 : آپ کا ادب احترام طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا؟ کیا یہ سچ ہے ؟

جواب : بیشمار واقعات ہیں ان میں ایک وہی ہے جو ابن سقا کی حکایت میں گذرا ہے۔

سوال 76 : غوث پاک کے حالات وواقعات اور سیرت پر لکھی گئی چند ایمان افروز کتب اور مصنفین کے نام اور مطالعے وملنے کے پتے عطا کردیں ؟

جواب : اسلاف صالحین نے درجنوں معتبر مستند کتب لکھیں جن میں کشف الظنون میں اور مولانا توکلی مرحوم نے رسالہ غوث اعظم میں بہ ترتیب سند ذکر کی ہیں اور دور حاضرہ میں تو الحمد للہ غلامانِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں کتابیں رسالے لکھے ہیں اور بکثرت مطبوعہ بھی ہیں۔

سوال 77 : غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مختلف موضوعات پر تصانیف اویسیہ کتنی ہیں؟

جواب : مدینہ طیبہ میں حضرت الحاج علامہ محمد عارف صاحب ضیائی لاہوری مہاجر مدنی نے فقیر کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ۱۱۱ کتب اور رسالے لکھنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی اشاعت کا وعدہ بھی۔ لیکن ان کے پاکستانی کارندوں نے توجہ نہ فرمائی۔ اسی لئے ۱۱۱ کتب و رسالے گوشۂ ارمان میں ہیں ویسے فقیر اویسی غفرلہ نے اپنی بساط پر درجنوں کتابیں، رسالے شائع کئے ہیں آئندہ بھی جب تک دم میں دم ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا رہوں گا۔ (انشاء اللہ)

سوال 78 : کچھ ایسے اولیاء کرام کے نام اور بتایئے جو آپ سے عقیدت رکھتے اور آپ کے مداح گزرے ہوں؟

جواب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مداحین اولیاء کاملین کی فہرست طویل ہے فقیر نے ایک مجموعہ نظم و نثر کا جمع کیا بنام ”کلام الاولیاء فی مناقب غوث الوریٰ“ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ نور اللہ سورتی رحمۃ اللہ علیہ

طوفانِ معاصی کشتی مارا چہ غم
ناخدا شد غوث اعظم شد مدد زود سبدم

گناہوں کے طوفان سے ہماری کشتی کو کیا غم ہے جبکہ اس کشتی کے ناخدا سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ ہر وقت ہر لحظہ ہماری امداد فرما رہے ہیں۔

باش تا فردائے محشر پیش رب العالمیں
غوث اعظم رابہ بینی یانبی زیرِ علم

کل روز قیامت کو دیکھ لینا کہ جس وقت شہنشاہ دو جہاں علیہ علم لوائے حمد (حمد کا جھنڈا) لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے تشریف فرما ہوں گے تو ان کے ہمراہ اس جھنڈے کے نیچے سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے۔

غوث اعظم غوث اعظم جملہ گوئند اہل حشر

ہم موافق ہم مخالف ہم مشائخ دمبدم

قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضور کے ماننے والے، مخالفین اور بزرگانِ دین سب دم بدم یا غوث اعظم، یا غوث اعظم پکاریں گے (سبحان اللہ روزِ حشر سب لوگ نعرۂ غوثیہ لگاتے ہوں گے۔ معتقدین تو ہر وقت امداد کے لئے سرکار غوثیت مآب کو پکارتے ہی رہتے ہیں مگر اس دن منکرین بھی جب شان پاک اور حضور کے تصرفات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے تو مصیبت اور عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے بے ساختہ پکار اٹھیں گے۔ "المدد یا غوث الاعظم المدد"۔

گرنہ بینی در نبوت مصطفےٰ راہمقریں

شیخ محی الدیں ندارد ثانی خود نیزہم

جس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین علیہ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اسی طرح جناب غوث پاک شیخ سید محی الدین قدس سرہ العزیز بھی اپنی شان میں یکتا ہیں۔

کر کمالات تصرفہا کہ خاص شان اوست

گر کسے خواہد بیاں کردن نگرد دبیش وکم

مجملہ آپ کی حیرت انگیز کرامات اور اختیارات جو اللہ تعالیٰ نے بالخصوص حضور کو عطا فرمائے ہیں (جو کسی دوسری برگزیدہ ہستی کو نہیں ملے) اگر کوئی شخص چند ایک کا تھوڑا بہت بھی ذکر کرنا چاہے تو اس کے لئے ناممکن ہے یعنی آپ کے کمالات تصرفات اور خوارق عادات بالکل بیان سے باہر ہیں)

نہ فلک اوراق گرد دہفت بحر آید مداد

سجر اقلام وکاتب ہر کرا نطق است اوفم

وقدر حضرت سلطان محی الدین پیر

گر رقم گردد ہنوز از عشر عشرین است کم

اگر نو افلاک کاغذ بن جائیں اور سات سمندر سیاہی کے ہوں، سارے کی قلمیں بنائی جائیں اور تمام مخلوقات جن کو قوتِ گویائی اور زبان ملی ہے مل کر جناب پیر پیراں حضرت سلطان میراں محی الدین قدس سرہ العزیز کی عظمت وشوکت قلمبند کرنا چاہیں تو حضور کے اوصاف جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی احاطہ تحریر میں نہ لاسکیں۔

(از گلدستہ کرامت)

۲) وصف عالیجناب حضرت میراں محی الدین قدس سرہ العزیز

(ماخوذ از بدائع منظوم فقہ کی مشہور کتاب)

شکر دیگر کہ ہستم از دل وجاں

از غلامان خسر وجیلاں

دوبارہ (اللہ کے احسان کا) شکر ادا کرتا ہوں کہ میں بدل وجاں شہ جیلاں قدس

سرہ کے غلاموں میں سے ہوں (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مجھے حضور کی غلامی کا شرف حاصل ہے)۔

عندلیبم . براں گل دو چمن

داں جگر گوشہ حسین وحسن

میں جناب حسنین رضی اللہ عنہم کے ہر دو باغات کے پھول پر بلبل کی طرح شیدا ہوں یعنی میرے دل میں اس محبوب سبحانی جناب شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا عشق ومحبت موجزن ہے جو جگر گوشہ حضور امامین رضی اللہ عنہم ہیں (آپ کا سلسلہ نسب حسنی وحسینی ہے۔ تمام بزرگان دین اس پر متفق ہیں۔ آپ کی سیادت کا انکار کرنے والا بے دین ہے)۔

آنکہ زد گشست زندہ دین متیں

قطب اقطابِ شیخ محی الدیں

آپ قطب الاقطاب ہیں اور لقب مبارک محی الدین (دین کو زندہ کرنے والے) ہے آپ ہی کی بدولت دین اسلام کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔

وارث ونائبِ رسول اللہ ﷺ

رضی اللہ عنہ ثم ارضاہ

آپ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نائب ووارث ہیں۔ اللہ آپ سے راضی ہوا اور آپ کو راضی کیا (وہ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی)

بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ : حضور کا اپنا ارشاد پاک ہے انا نائب رسول اللہ ﷺ ووراثہ

فی الارض میں سرور دوجہاں رحمت عالمیاں علیہ ﷺ کا زمین میں نائب ووارث ہوں۔

۳) حضرت وارث شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدح پیردی حب دے نال کیجے جیندے خادماں دے وجہ پیراں نی
باہجھ ادس جناب دے پارنا ہیں لکھا ڈھونڈ دے پھرن فقیریاں نی
جھڑے پیر دی نظر منظور ہوئے گھریں تنہا ندے پیریاں میریاں نی
روز حشر دے پیر دیاں طالباں نوں ہتھ سجڑے ملن گیاں چیریاں نی
کھتی نبی دی غفلتاں نال اٹی مڑ کے اگیاں دین پنیریاں نی
بنے لاوندے ڈبیاں بیڑیاں نوں کرامات دے نال زنجیریاں نی
مہربان ہوکے چور قطب کیتا بخش دتیاں ملک جاگیریاں نی

سوال 79 : غوث پاک نے غنیۃ الطالبین میں ابو حنیفہ یا حنفی لوگوں کے بارے میں کچھ نامناسب بات ارشاد فرمائی۔ کیا یہ بات غلط نہیں ؟

جواب : اولاً غنیۃ الطالبین کی نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ مخدوش ہے اس پر فقیر کی تصنیف "ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین (مطبوعہ)" مشہور ہے۔ بفرض تسلیم اس میں امام ابو حنیفہ کے متعلق نہیں اصحاب ابی حنیفہ کی تصریح ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرنے والے مرجئہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں مرجئہ ایک گمراہ فرقہ تھا اس فرقہ کے بعض لوگ خود کو حنفی کہلاتے اور ہمارے دور میں دیوبندی خود کو حنفی کہلاتے ہیں تو اس سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیسا مزید تفصیل و تحقیق

فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔

سوال 80-81 : کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث پاک کی نسبت پائی؟ / اعلیٰ حضرت نے کوئی کلام در مدرح غوث وامام بندہ نواز غوث الا عظم کے حضور لکھا ہو تو بتایئے؟

جواب : اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی نسبت قادریہ کا کیا کہنا فقیر نے شرح شجرہ قادریہ برکاتیہ (شرح حدائق لکھی ہے اس میں تفصیل ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شیدائی تھے۔ اعلحضرت کے مناقب غوث کے بارے میں فقیر نے شرح حدائق کا حصہ لکھا ہے۔ ''مناقب غوث الوریٰ بقلم احمد رضا''۔

سوال 82 : ہم نے سنا ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ کاش داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ میرے دور میں ہوتے تو میں ان کا مرید ہوتا کیا یہ سچ ہے؟

جواب : حضور داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دادا پیروں کے پیر بھائیوں میں سے ہیں اور بہت بڑے مرتبہ کے مالک ہیں ان کے مرید ہونے کی آرزو ان کی رفعت شان کے اظہار کے لئے ہے اور اس سے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شان کی تحقیر ہے۔ کیونکہ یہ ایک تواضع ہے اور حدیث شریف "من تواضع للّٰہ رفع اللہ درجاتہ" جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔

سوال 83 : نسبت اویسیہ، اور نسبت قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کیا ہیں؟ ان کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب : یہ نسبتیں روحانی مراکز کی وجہ سے ہیں اور یہ مراکز روحانی درگاہیں ہیں جس درگاہ سے فیض ملا وہ اسی سے منسوب ہوا ظاہری مدارس کے اسماء مختلف ہیں لیکن مقصد سب کا ایک ہے یہ بھی یونہی ہے کہ یہ سلاسل طیبہ ایصال الی اللہ کے مراکز ہیں اگرچہ نام مختلف ہیں لیکن سب کا مقصد ایک ہے۔

سوال 84 : ختم غوثیہ، درودِ غوثیہ اور صلوٰۃ غوثیہ کیا ہیں؟ ان کی برکات و فوائد کیا ہیں؟

جواب : ختم غوثیہ

یہ ختم شریف باوضو اس طرح پڑھیں۔

درود شریف ۱۱۱ بار، سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف ۱۱۱ بار، سورۂ اخلاص مع بسم اللہ شریف ۱۱۱ بار، کلمۂ تمجید ۱۱۱ بار، سورۂ الم نشرح مع بسم اللہ شریف ۷۰ بار، سورۂ یٰسٓ مع بسم اللہ شریف ایک بار، یاباقی انت الباقی ۱۱۱ بار، شیئاً للہ چوں گدایانِ حرمیں، المدد خواہم زشاہ محی الدین ۱۱ بار، فسہل یاالٰہی کل صعب بحرمت سید الابرار سہل ۱۱ بار، یاشاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر یاغوث الثقلین باذن اللہ شیئاً للہ ۱۱۱ بار، یاشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیک المدد ۱۱۱ بار، درود شریف ہزارہ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ ۱۱۱ بار، پھر یہ رباعی پڑھیں۔

امداد کن امداد کن از رنج وغم آزاد کن

در دین ودنیا شاد کن یاشیخ عبدالقادر

نوٹ : یہ سلسلہ قادریہ والوں کا ختم شریف ہے چشت اہل بہشت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

وسلسلہ علیا سہروردیہ وسلسلہ طیبہ وغیرہ کا اپنا اپنا ختم شریف ہے تفصیل فقیر نے رسالہ "البرکات فی الحسنات" میں لکھی۔ ایسے سلسلے پڑھنے والا دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران رہتا ہے عقیدت صحیح سے پڑھنے والا تجربہ کر سکتا ہے کہ ختم شریف پڑھنے سے مشکلات آسان ہوتی ہیں بشرطیکہ شرک کے فتویٰ کا ہیضہ نہ ہو اور نہ ہی شک وشبہ میں مبتلا ہو۔

صلوٰۃ غوثیہ

اس کے متعلق پہلے عرض کیا گیا ہے اس کا دوسرا نام صلوٰۃ الاسرار ہے۔ مزید تفصیل امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف "انہار الانوار" میں ہے۔

سوال 85 : بعض لوگ ہم سیدھے سادھے مسلمانوں کو بار بار اس بات سے روکتے ہیں ہم عرس و گیارھویں نہ منائیں اگر منائیں گے تو یہ اللہ اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی اور پابندی سے ہر مہینے اس کا منانا فرض بھی تو نہیں؟ پھر سنی اس پر اتنا زیادہ زور کیوں دیتے ہیں؟ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کا جواب؟

جواب : روکنے والے ہر رنگ میں ہیں مثلاً دہریئے (کمیونسٹ) اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جتنا اعتقادات رکھتے ہیں ان سب کو وہ غلط کہتے ہیں اور عقلی ڈھکوسلوں سے ان عقائد کی تردید کرتے ہیں الحمدللہ ہم اہلسنت انہیں بھی دلائل دے کر لاجواب کرتے ہیں سوال میں جن امور کا انکار وہابیہ دیوبندیہ فرقہ کو ہے ان کے جوابات میں بھی الحمدللہ اہلسنت نے کتابیں رسائل لکھے ہیں ان میں تفصیل و تحقیق دیکھ لیں۔

سوال 86 : ایک مولوی صاحب نے ربیع الثانی کے مہینے میں تقریر کے دوران یوں کہا کہ ہندو اپنے مردوں کی تیرھویں مناتے ہیں؟ تم بھی انہی کی طرح گیارھویں مناتے

ہو۔ یہ ہندوؤں جیسا کام ہے کیا مولوی جی کی یہ بات غلط ہے؟

جواب : اس قسم کا سوال پہلے بھی گذرا ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں فقیر نے تفصیلی جواب عرض کر دیا ہے وہابیوں دیوبندیوں کی یہ عادت عجیب ہے کہ اکثر مسائل میں انہیں ہندو یاد آتے ہیں فقیر نے ان کے اس اعتراض کا جواب رسالہ "میت کے طعام کا حکم" میں لکھا ہے۔

سوال 87 : حیدر آباد سے عارف صاحب نے سوال کیا کہ تاریخ مقرر کر کے ایصال ثواب کی دعا کرنا لغو ہے، بدعت ہے۔ لہذا گیارھویں بدعت اور لغو ہے۔ قرآن میں ہے کہ وھم عن اللغو معرضون یعنی مسلمان لغویات سے بچتے ہیں۔ یہ سوال ایک مودودی پرست نے کہا ہے۔ اس کا جواب چاہیئے؟

جواب : یہ سوال خود لغو ہے اس لئے کہ نیکی کے اکثر کام تاریخ مقرر کرنے سے ہو رہے ہیں اگر ہر کام تاریخ مقرر کرنے یعنی تعیین سے حرام ہو تو دین و دنیا کا کوئی کام نہ چل سکے۔

اسلامی قاعدہ ہے کہ جس کام کو مقرر کرنے میں کوئی دینی اسلامی مصلحت ہو تو وہ تعیین جائز ہے۔ ہاں وہ تعیین ممنوع ہے جس میں یہ نظریہ ہو کہ جس کو جس چیز کے ساتھ میں نے معین کیا ہے یہ اسی وقت جائز ہے اس کے علاوہ کسی اور وقت میں ناجائز و حرام ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو تاریخ مقرر کرنا بالکل جائز ہے۔ دلائل میں سے صرف دو حدیثیں حاضر ہیں۔

١) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال

عند الصلوٰة الفجر یابلال حدثنی بارجیٰ عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعلیك بین یدی فی الجنة قال ماعملت عملا ارجیٰ عندی انی لم اتطهر طهورا فی ساعة لیل اونهار الا صلیت بذالك الطهور ماکتب لی ان اصلی (بخاری جلد۱، صہ ۱۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا اے بلال بتلاؤ تم نے اسلام میں ایسا کون سا عمل کیا ہے جس کے اجر کی تمہیں توقع زیادہ ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے چلنے کی آہٹ سنی ہے حضرت بلال نے جواب دیا اس سے زیادہ میرے نزدیک کوئی عمل نہیں کہ میں دن یارات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لیے مقرر ہو چکی ہے۔

فائدہ

نوافل اور دیگر امور مستحبات کے لئے کوئی تعین نہیں ہے لیکن حضرت بلال نے اپنی رائے سے وضو کے بعد نفل پڑھنے کو معین کر لیا تھا انھوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے اس کے جواز یا عدم جواز کا کوئی سوال بھی نہیں پوچھا اور جب حضور ﷺ خود پوچھتے ہیں کہ بتاؤ وہ کون سا عمل ہے؟ تو حضرت بلال کے عرض کرنے کے بعد آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اپنی طرف سے نوافل کے لیے یہ وقت کیوں مقرر کر رکھا ہے؟

اگر نفلی عبادات کے لیے اپنی طرف سے وقت مقرر کر لینا اور اس پر ہمیشگی کرنا حرام وناجائز ہوتا تو آپ ﷺ بالیقین اس کو رد فرمادیتے۔

۴) بخاری شریف کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس كان رجل من الانصار يؤمهم فی مسجد قباء وكان كلما ...... الخ

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مسجد قباء میں انصار کا ایک شخص (کلثوم بن ہدم) امام تھا وہ جب بھی نماز پڑھاتا نماز کی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلے سورۂ اخلاص پڑھتا پھر کوئی اور سورۃ ملاتا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یا تم صرف سورت اخلاص پڑھو یا اس کی جگہ کوئی اور سورت پڑھو۔ اس نے جواب دیا میں سورۂ اخلاص پڑھنے کو نہیں چھوڑ سکتا ہاں تمہاری امامت چھوڑ سکتا ہوں۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے اس شخص سے فرمایا تمہیں اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے کیا چیز روکتی ہے اور سورۂ اخلاص کو نماز میں لازم کر لینے پر کون سی چیز ابھارتی ہے اس نے عرض کیا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا'

حبك اياها ادخلك الجنة (بخاری جلد ۱، صہ ۱۰۷)

اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔

فائده

اس حدیث میں صحابی کے جس عمل پر آقا ﷺ جنت کی خوشخبری سنا رہے ہیں اس عمل پر کوئی دلیل شرعی اس صحابی کے پاس موجود نہ تھی اس صحابی نے یہ عمل اپنی رائے سے اختیار کیا تھا اور نماز کے اندر اس چیز کو لازم کر لیا تھا جس کو اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) نے لازم نہیں کیا تھا۔

قاعدہ

اس حدیث سے اہلسنت کے قاعدہ کی توثیق ہوئی کہ جس کام کو قرآن وحدیث سے ٹکراؤ نہ ہو اسے عمل میں لایا تو کوئی جرم نہیں اور نہ اسے دلیل کی حاجت ہے۔

نبوی فیصلہ ﷺ

حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ جو کہ قباء کے امام تھے۔ جب ان کے نماز میں سورۃ اخلاص لازم کر لینے والے اس عمل پر جو کہ صرف اور صرف انہی کا طریقہ تھا اس کے مقتدیوں کے اعتراض وشکایت کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جواباً حضور ﷺ اسے جنت کی خوشخبری سنانے کی جائے یہ بھی فرماسکتے تھے کہ قرآن میرے سینے پر اترا ہے میں حامل قرآن ہوں کیا مجھ سے بڑھ کر تجھے محبت ہے سورۃ اخلاص سے۔ جب میں ایسا نہیں کرتا تو تو کیوں کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر جو کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام صحابہ سے جدا تھا، جنت کی خوشخبری سنائی۔

نتیجہ

جب کوئی شخص ایک سورت سے محبت کی وجہ سے اس کے پڑھنے کو نماز میں لازم کر لے تو آقا ﷺ فرماتے ہیں اس کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا، تو جو حضور ﷺ سے محبت کرے یونہی اولیاء کرام سے محبت کرے کیوں نہ جنت ملے گی ضرور ملے گی۔

حب درویشان کلید جنت است

خلاصہ یہ کہ کسی نیک کام کو مقرر کرنا نہ بدعت ہے نہ حرام ہے اعتراض کرنے والوں کا اپنا دماغ خراب ہے۔

سوال 88 : غوث پاک کی ریاضت اور مجاہدہ کیسا تھا؟

جواب : اس جواب میں فقیر اویسی غفرلہ عمداً طوالت کرنا چاہتا ہے تاکہ پیری مریدی کا دھندا کرنے والوں کو معلوم ہو کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ پیران پیر گھر بیٹھے بٹھائے نہیں بنے بلکہ انہوں نے بہت بڑی محنتیں وریاضتیں اور مجاہدے کیے۔ اور آپ حضرات اپنے آپ کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں میں بعض غریب ایسے بھی ہیں جنہیں نماز پنجوقتہ بھی شاید نصیب ہو ورنہ ان کے اکثر تہجد کی ادائیگی اور شرعی امور کی پابندی سے محروم ہیں۔ فقیر ذیل میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چند واقعات مجاہدہ کے بارے میں عرض کرتا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلوک اور مجاہدہ کی تفصیل

آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ علم طریقت بھی حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس سے حاصل کیا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ جبائی کا قول ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز میرے جی میں یہ بات آئی کہ فتنوں کی کثرت کے سبب میں بغداد سے نکل جاؤں۔ اس لئے میں نے قرآن کریم لیا اور اسے شانے پر لٹکایا اور باب حلبہ کی طرف چلا کہ اس سے جنگل کی طرف نکل جاؤں۔ ایک ہاتف نے آواز دی تو کہاں جاتا ہے اور مجھے ایسا دھکا دیا کہ میں چت گر پڑا پھر اس نے کہا لوٹ جائیوں کہ تجھ سے لوگوں کو فائدہ ہے۔ میں نے کہا مجھے خلقت سے کیا کام۔ میں اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اس

نے کہا لوٹ جا تیرا دین سلامت رہے گا۔ اس کے بعد مجھ پر ایسے حالات وارد ہوئے جن میں کچھ التباس تھا۔ اس لئے میں خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا بندہ ملادے جو ازالہ التباس کردے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں مظفریہ میں سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور مجھ سے کہا عبدالقادر یہاں آ۔ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا تو نے کل رات کیا طلب کیا تھا (یا یوں کہا تو نے رات کو اللہ سے کیا سوال کیا تھا) یہ سن کے میں چپ ہو گیا اور حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ وہ مجھ پر خفا ہوا اور اس زور سے مجھ پر دروازہ بند کیا کہ اطراف دروازہ سے میرے چہرے کی طرف گرد اڑی۔ جب میں کچھ دور نکل گیا تو مجھے رات کا سوال یاد آ گیا اور خیال گزرا کہ وہ شخص صالحین یا اولیاء اللہ میں سے ہے اس لئے میں اس دروازے کو ڈھونڈنے لوٹا مگر نہ ملا اور مجھے رنج ہوا وہ شخص شیخ حماد باس رضی اللہ عنہ تھے۔ بعد ازاں میں نے ان کو پہچان لیا اور ان کی صحبت میں رہا شیخ موصوف نے میرے اشکال کو حل کر دیا۔ جب میں طالب علم کے لئے آپ کی خدمت سے غائب ہوتا اور پھر آپ کے پاس آتا تو آپ فرماتے تو ہمارے پاس کیوں آیا ہے تو فقیہہ ہے فقہاء کے پاس جا۔ مگر میں چپ رہتا اور آپ مجھے بڑی اذیت دیتے اور مارتے پھر جب طالب علم کے لئے آپ سے غائب ہوتا اور پھر آتا تو فرماتے آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں اور فالودہ آیا تھا ہم نے سب کھالیا اور تیرے واسطے کچھ نہیں رکھا۔ آپ کے اصحاب بھی جو اکثر اپنے شیخ کو مجھے اذیت دیتے دیکھا کرتے تھے، مجھ سے تعرض کرنے لگے اور کہنے لگے تو فقیہہ ہے یہاں کیا کرے گا یہاں کیوں آیا ہے؟ شیخ نے جب دیکھا کہ وہ مجھے اذیت دے رہے ہیں تو غیرت کھائی اور ان سے یوں خطاب فرمایا؛

اے کتو! تم اسے کیوں اذیت دیتے ہو؟ اللہ کی قسم تم میں اس سا ایک بھی نہیں۔

میں تو آزمائش کے لئے اسے اذیت دیتا ہوں مگر دیکھتا ہوں کہ وہ ایک پہاڑ ہے جو ہلتا نہیں۔ (قلائد صہ ۱۱۲)

بے مثال ریاضت

سلوک میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ بہ لحاظ شدت ولزوم بے نظیر تھا۔ مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طاقت نہ تھی کہ ریاضت میں آپ کی برابری کرے۔ آپ کا طریق کار امور ذیل پر مشتمل تھا۔

تفویض و تسلیم، قلب وروح کی موافقت، ظاہر وباطن کا اتحاد، صفت انسانیہ سے انسلاخ اور نفع و نقصان اور قرب وبعد کی رویت سے غیبت ہر حال میں ثبوت مع اللہ، تجرید توحید اور توحیذ تفرید جس کے ساتھ مقام عبودیت میں حضور ہو اور وہ عبودیت کمال ربوبیت کے لحظہ سے مستمد ہو۔ ہر خطرہ ولحظہ دنفس ووارد وحال میں کتاب وسنت کو ملحوظ رکھنا سلوک کی کشش اور اغیار کے تنازع سے قلب وباطن کا پاک ہونا۔ احکام شریعت کی پابندی اور اسرار حقیقت کا مشاہدہ۔ (بہجہ صہ ۸۴)

شیخ احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو سنا کہ فرماتے تھے میں عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں پچیس سال تک اس حالت میں پھرتا رہا کہ میں لوگوں کو نہ جانتا تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے میرے پاس رجال غیب اور جنوں کے گروہ آتے جن کو میں اللہ کا راستہ بتاتا تھا۔ جب پہلے پہل عراق میں داخل ہوا تو خضر علیہ السلام نے میرا ساتھ دیا اس سے پہلے میں ان کو نہ جانتا تھا۔ انہوں نے شرط کی کہ میں ان کی مخالفت نہ کروں اور مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ اس عرصے میں دنیا اور اس کی لذات عجیب مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں۔ مگر اللہ

تعالیٰ مجھے ان کی طرف متوجہ ہونے سے بچالیتا تھا۔ شیاطین مختلف بھیانک شکلوں میں میرے پاس آتے اور مجھ سے لڑتے تھے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ دیتا تھا میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کچھ تو مجھ سے عاجزی کرتا اور کبھی لڑائی کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے بر خلاف میری مدد کرتا تھا۔ ابتدا میں مجاہدے کے جس طریق سے میں نفس پر مواخذہ کرتا تھا اسے خوب مضبوط پکڑتا اور نباہتا تھا۔ میں مدت تک بہ طور مجاہدہ مدائن کے ویرانے میں یوں نفس کشی کرتا رہا کہ ایک سال گری پڑی چیزیں کھاتا اور پانی نہ پیتا اور ایک سال پانی پیتا اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا۔ ایک دفعہ میں کڑکڑاتے جاڑے میں رات کو ایوانِ کسریٰ میں سویا اور مجھے احتلام ہو گیا۔ میں اٹھا اور دریا کے کنارے پر جاکر غسل کیا پھر سو گیا پھر احتلام ہو گیا اس لئے دریا کے کنارے پر جاکر غسل کیا اور پھر سو گیا اس طرح چالیس بار احتلام ہوا اور چالیس دفعہ غسل کیا پھر میں نیند کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا کرخ کے ویرانے میں بھی کئی سال رہا جن میں سوائے بروی کے کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے شروع میں ایک شخص صوف کا جبہ میرے پاس لاتا جسے میں پہن لیتا میں نے ہزاروں حالتیں بدلیں تاکہ تمہاری دنیا سے آرام پاؤں میں گونگا، احمق اور پاگل مشہور تھا اور ننگے پیر کانٹوں میں چلا کرتا تھا۔ جو ہولناک امر ہوتا اسے اختیار کرتا۔ میرا نفس اپنی خواہش میں مجھ پر غالب نہ آیا اور دنیا کی زینت میں سے کوئی شے مجھے کبھی پسند نہ آئی۔ شیخ ابو بکر حریمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کیا بچپن میں بھی پسند نہیں آئی؟ آپ نے جواب دیا نہ بچپن میں پسند آئی۔ (بہجہ صہ ۸۵)

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے سیاحت کبھی اچھی اور کبھی بری شکلوں میں میرے

پاس آتی تھیں میں ان کو دھتکارتا اور وہ بھاگ جاتیں۔ میں اس برج میں جسے اب میرے قیام طویل کے سبب روج عجمی کہتے ہیں گیارہ سال رہا میں نے اس میں خدا سے عہد کیا کہ نہ کھاؤں گا جب تک نہ کھلائیں گے اور نہ پیوں گا جب تک نہ پلائیں گے پس میں چالیس روز کھانے پینے کے بغیر رہا اس کے بعد ایک شخص نان وطعام لے کر آیا اور میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس عہد کو نہ توڑوں گا جو میں نے اپنے پروردگار سے کیا ہے پس میں نے اپنے باطن سے ایک چلانے والے کی آواز سنی کہ ہائے بھوک مگر میں اس سے نہ ڈرا۔ شیخ ابوسعید مخزومی مجھ پر گزرے۔ انہوں نے جو چلانیوالے کی آواز سنی تو میرے پاس آکر کہا عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق واضطراب ہے مگر روح اپنے مولیٰ سے حالت سکون وقرار میں ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا باب ازج کی طرف آؤ یہ کہکر وہ چلے گئے اور مجھے اپنے حال پھر چھوڑ گئے میں نے دل میں کہا بجز امر کے میں اس مکان سے نہ نکلوں گا پھر ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اٹھو ابوسعید کے پاس چلو۔ پس میں ان کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے میری راہ تک رہے ہیں مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کیا میرا قول آپ کے لئے کافی نہ ہوا یہاں تک کہ خضر علیہ السلام نے آپ سے وہی فرمایا جو میں نے کہا تھا پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے وہاں میں نے کھانا تیار پایا وہ مجھے کھلانے لگے یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور میں ان کی خدمت میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ (بہجہ صہ ۵۹)

منارہ میں مجاہدہ

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد الازہری

الحسینی البغدادی نے دمشق میں ۶۲۹ھ میں ذکر کیا کہ میں نے بغداد میں ۵۵۹ھ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرمارہے تھے میں نے بغداد سے پہلا حج ۵۰۹ھ میں کیا اور جوان و مجرد تھا۔ جب میں منارۃ القرون کے پاس پہنچا مجھے شیخ عدی بن مسافر ملے وہ بھی اس وقت جوان و مجرد تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جارہے ہو میں نے جواب دیا مکہ مشرفہ جارہا ہوں پھر پوچھا کیا تمہارا کوئی ساتھی ہے میں نے کہا مجرد ہوں۔ انہوں نے کہا میرا ابھی یہی حال ہے پس ہم دونوں چل پڑے۔ اثنائے راہ میں میں نے ایک لاغر حبشی لڑکی دیکھی جس کے منہ پر برقع تھا۔ وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی اور میرے چہرے کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی اے جوان تو کہاں سے آیا ہے میں نے کہا عجم سے۔ وہ کہنے لگی تو نے آج مجھے تکلیف دی میں نے پوچھا کس طرح اس نے کہا میں بلاد حبشہ میں تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اپنے وصل سے تجھے وہ عطا کیا جو کسی اور کو عطا نہیں کیا۔ پس میں نے چاہا کہ تجھے پہچانوں۔ پھر اس نے کہا آج میں تم دونوں کے ساتھ ہوں شام کو تمہارے ساتھ روزہ افطار کروں گی پس وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چل رہے تھے جب شام کا وقت ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہوا سے ایک خوان اتر رہا ہے جب وہ خوان ہمارے سامنے ٹھہر گیا تو ہم نے اس میں چھ روٹیاں اور سرکہ و سبزی پائی۔ یہ دیکھ اس حبشیہ نے کہا سب ستائش اللہ کو ہے جس نے مجھے اور میرے مہمانوں کو گرامی بنایا کیونکہ ہر رات مجھ پر دو روٹیاں اترا کرتی تھیں آج چھ اتری ہیں پس ہم سے ہر ایک نے دو دو کھائیں پھر ہم پر تین کوزے اترے ہم نے ان میں ایسا پانی پیا جو لذت اور حلاوت میں دنیا کے پانی کے مشابہ نہ تھا۔ پھر وہ حبشیہ اس رات ہم سے رخصت ہوگئی اور ہم مکہ مشرفہ میں آگئے جب ہم طواف کررہے تھے تو اللہ

تعالیٰ نے افاضہ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا۔ وہ ایسے بے ہوش ہوئے کہ دیکھنے والے کو گمان گزرتا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ناگاہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ حبشیہ ان کے سر پر کھڑی بوسہ دے رہی ہے اور یوں کہہ رہی ہے تجھے زندہ کرے گا وہی جس نے تجھے مارا ہے پاک ہے وہ ذات کہ حادث چیزیں بجز اس کے برقرار رکھنے کے اس کے جلالی نور کی تجلی کے آگے برقرار نہیں رہ سکتیں اور کائنات بجز اس کی تائید کے اس کی صفات کے ظہور کے آگے قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اس کے جلال کے انوار نے عقلمندوں کی آنکھیں چندھیا دی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (اور اسی کے لئے تمام ستائش ہے) طواف ہی میں مجھ پر بھی انوار نازل فرمایا۔ پس میں نے اپنے باطن سے ایک خطاب سنا جس کے اخیر میں یہ تھا "اے عبدالقادر ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر۔ ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں میں سے عجائبات دکھائیں گے تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے غلط ملط نہ کر اپنا قدم ہمارے سامنے ثابت رکھ اور دنیا میں ہمارے سوا کسی کو مالک التصرف نہ سمجھ تیرے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا۔ لوگوں کے فائدے کے لئے تو (مسند ارشاد پر) بیٹھ کیوں کہ ہمارے خاص بندے ہیں جن کو ہم تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے پھر اس حبشیہ نے کہا اے جوان میں نہیں جانتی کہ آج تیرا کیا رتبہ ہے تجھ پر نور کا خیمہ لگا ہوا ہے اور آسمان تک تجھے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں میں تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور آرزو کر رہی ہیں کہ تجھ سے نعمت ان کو بھی حاصل ہو وہ کہہ کر چلی گئی پھر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

(بہجۃ الاسرار)

نوٹ: فقیر نے یہ چند نمونے عرض کیے مستقل مجاہدات لکھنے کیلئے دفاتر درکار ہیں۔

سوال 89 : اس زمانے میں جنگل بیابان دیہات کا ماحول تھا۔ لہٰذا مجاہدہ کرنا آسان کام تھا۔ اب شہری ماحول میں ہم کیسے مجاہدہ کریں؟

جواب : خدا تعالیٰ کی یاد کیلئے جنگل ویرانوں کی کوئی شرط نہیں اپنے گھر میں گوشۂ تنہائی اختیار کرلے تو سب کو ہو سکتا ہے۔

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو

سوال 90 : غوث پاک کی خدا خوفی کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں؟

جواب : شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی بغدادی کا قول ہے کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رقیق القلب خدا سے ڈرنے والے بڑی ہیبت والے مستجاب الدعوات کریم الاخلاق پاکیزہ طبع برائی سے دور رہنے والے حق کے قریب محارم اللہ کی بے حرمتی کے وقت سخت گیر تھے۔ اپنی ذات کے لئے غصہ نہ ہوتے اور غیر اللہ کے لئے انتقام نہ لیتے۔ (بہجہ ص ۱۰۵)

عبادت میں آپ سخت مجاہدہ فرماتے چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

گلستان سعدی میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے آپ کے خوف خدا کا واقعہ خوب لکھا ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو حرم کعبہ میں دیکھا گیا کہ آپ اپنا چہرہ کنکریوں پر رکھ کر کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور اگر میں قیامت میں سزا کا مستحق ہوں تو مجھے نابینا کر کے اٹھانا تاکہ میں نیک بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔

واقعہ اور اس کا پس منظر فقیر کی تصنیف ''تحقیق الاکابر'' میں پڑھئے۔

سوال 91 : غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زندگی میں عشق رسول ﷺ کی کوئی ایک جھلک ؟

جواب : حضرت ملا علی القاری مصنف مرقات ودیگر بیشمار کتب نے نزہۃ الخاطر میں لکھا ہے کہ "

سید کبیر المعروف بہ شیخ بقاء کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا آنحضرت ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہارا دیا پھر آپ سمٹنے لگے یہاں تک کہ آپ کا وجود چڑیا کی طرح چھوٹا ہو گیا چند لمحوں بعد یہ وجود بڑھنے لگا حتی کہ ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر گیا پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شیخ بقاء علیہ الرحمۃ سے آنحضرت اور صحابہ کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے ارواح عنصری شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کر دے وہ انہیں دیکھ سکتا ہے جیسے کہ معراج میں ہوا۔

پھر آپ سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے اور بڑا ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ پہلی تجلی تو ایسی تھی کہ اسے ظہور کے وقت کوئی شخص قائم نہیں رہ سکتا۔ تاوقتیکہ تائید نبوی شامل حال نہ ہو۔ اگر نبی علیہ السلام سہارا نہ دیتے تو

آپ گر جاتے دوسری تجلی جلالی تھی جس سے آپ چھوٹے ہو گئے اور تیری تجلی جمالی حیثیت سے تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔ **ذالك فضل الله يؤتي لمن يشآء**

سوال 92 : آپ کے واعظ میں تاثیر کیسی تھی؟

جواب : تفصیل پہلے گذری ہے۔

سوال 93 : آپ کا حلیہ کیسا تھا؟

جواب : آپ کا حلیہ مبارک یوں مذکور ہے رنگ گندم گون، لاغر جسم، میانہ قد، سینہ کشادہ، ڈاڑھی لمبی چوڑی، ہر دو ابرو متصل، آنکھیں سیاہ، آواز بلند، روش نیک، قدر بلند علم کامل۔ (بہجہ صہ ۹۰)

سوال 94 : آپ کا لباس کیا اور کون سا پہنتے تھے؟

جواب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طبع مبارک نفاست پسند تھی اور مزاج مبارک نہایت لطیف تھا۔ اسی لئے لباس بھی اعلیٰ درجہ کا استعمال فرماتے مگر خلاف شرع نہ ہوتا۔ آپ کا لباس عالمانہ اور قیمتی ہوتا اور اس کا حکم بھی منجانب اللہ ہوتا۔ چنانچہ ایک معترض کے اعتراض میں فرمایا "حمی علیک البس قمیصا ذراعه بدینار" اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عبدالقادر تجھے میرے حق کی قسم قمیض ایسے کپڑے کا پہن جس کی قیمت فی گز ایک دینار ہو۔ (اخبار الاخیار صہ ۲۱)

پھر ایسا قیمتی لباس روزانہ تبدیل ہوتا اور وہ قیمتی لباس فقراء پر تقسیم ہو جاتا گویا غریب پروری کا یہ ایک انوکھا طریقہ تھا۔

سوال 95 : کیا آج بھی کوئی شخص چلہ وظیفہ کر کے یا خوب ریاضت کر کے غوث

پاک کے مقام ومرتبہ کو پہنچ سکتا ہے؟ یا اس سے آگے پہنچ سکتا ہے؟

جواب : آں خیالست ومحالست وجنون

سوال 96 : آپ کے ہم عصر اولیاء کرام اور علمائے عظام کے نام بتائیں؟

جواب : بیشمار مشاہیر آپ کے ہم عصر تھے فہرست طویل ہے بہجۃ الاسرار میں دیکھی جاسکتی ہے کچھ فقیر نے بھی تحقیق الاکابر میں اسماء لکھے ہیں۔

سوال 97 : غوث پاک نے ساری عمر اللہ اللہ کیا؟ ان کی محبت ہے تو غوث غوث کیوں کہتے ہو؟

جواب : اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی کی بیان کردہ حکایت سے سمجھئے۔

سیدنا جنید رضی اللہ عنہ اپنے مرید کے ساتھ دریا کو کشتی کے بغیر عبور کرنے لگے تو مرید سے فرمایا یا جنید یا جنید کہتے رہو وہ یہی کہتا رہا اسے خیال آیا کہ شیخ کیا کہہ رہے ہوں گے کان لگایا تو آپ کہہ رہے یا اللہ یا اللہ۔ اس نے بھی یہی کہا تو دریا میں ڈوب گیا شیخ نے دریا سے نکال کر فرمایا ابھی جنید تک نہیں پہنچے تو اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچو گے۔ (مواعظ اشرفیہ)

اصل قاعدہ یہ ہے کہ سالک کو پہلے فنا فی الشیخ پھر فنا فی الرسول ہونا پڑتا ہے پھر مقام فنا فی اللہ نصیب ہوتا ہے۔

سوال 98 : غوث پاک کے خلفاء اور طلباء کے بارے میں کچھ وضاحت؟

جواب : یہ فہرست بھی طویل ہے بہجۃ الاسرار اور آپ کی سوانح کی کتب میں تفصیل موجود ہے۔

سوال 99 : حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کا قصہ بھی کیا ہے کہ ان کو آپ کے

ایک خطبہ کے دوران آپ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا؟

جواب : یہ واقعہ پہلے گذر چکا ہے۔

سوال 100 : غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں عموماً وعظ وبیان میں کون سے موضوعات ہوتے تھے؟

جواب : ہر موضوع پر گفتگو ہوتی آپ کے مواعظ کی کتب اردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ مثلاً الفتح الربانی وغیرہ۔

سوال 101 : غوث لقب کی شرعی حیثیت بھی ہے کہ نہیں؟

جواب : اس کا تفصیلی جواب ابتداء میں گذر چکا ہے۔

سوال 102 : اب تو نئی بدعت ہے جلو[illegible] کہ اب گیارہویں کا جلوس بھی ہوتا ہے یہ کہاں [illegible] ہے؟

جواب : اس کا جواب بھی گذر چکا ہے۔

سوال 103 : غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کپڑے دھونے والا دھوبی بخشا گیا۔ اس واقعہ کو کون کون سے دیوبندیوں نے بیان کیا ہے؟

جواب : مولوی اشرف علی تھانوی الافاضات امیومیہ کی جلد دوم و ششم اور دوسرے ایک کے مجموعہ "فیوض الرحمٰن مصدقہ مفتی محمد شفیع کراچی میں ہے۔

سوال 104 : کہتے ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خضر علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی کیا واقعہ ہے؟

جواب : بارہا ملاقاتیں ہوئیں۔ تفریح الخاطر اور بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر میں واقعات تصیلی موجود ہیں۔

سوال 105 : میرے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کس نے پائی؟

جواب : آپ کے متعدد خلفاء تھے سوانحمری میں تفصیل موجود ہے۔

سوال 106 : آقائے قادریاں سرکار بغداد کے دربار کی حاضری کے آداب کیا ہیں؟

جواب : وہی جو دوسرے مزارات کی حاضری کا طریقہ ہے۔

سوال 107 : آپ نے بغداد کا سفر کتنی بار فرمایا ہے؟

جواب : فقیر اویسی غفرلہ کو بغداد شریف بلکہ پورے عراق کے مشاہیر کی حاضری دوبار شرف نصیب ہوا فقیر کا سفر نامہ شام و عروق میں چار سو صفحات کا مطبوعہ ہے۔ اب بھی اس سال حاضری کا ارادہ ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اللہ توفیق بخشے (بحرمۃ النبی الکریم الامین ﷺ)

سوال 108 : بغداد شریف میں اب بھی کوئی مدرسہ ہے یا نہیں وہاں کے حالات تو سنائیے؟

جواب : بہت بڑے مدرسے ہیں بلکہ بغداد یونیورسٹی تو مشہور زمانہ ہے پاکستانی حضرات کافی تعداد میں اس میں داخل ہیں۔ بغداد کے حالات فقیر نے اپنے سفرنامہ میں مفصل لکھے ہیں، اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال 109 : غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کچھ کرامات مزید بھی سنائیے؟

جواب : بے شمار کرامات میں سے تبرکاً چند حاضر ہیں۔

۱- حضرت ابوالحسن علی الازجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے اور ان کی عیادت کے لئے حضرت غیث الکونین شہنشاہ بغداد قدس سرہ العزیز تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اور ایک قمری کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ابوالحسن نے عرض کیا حضور والا! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی۔ تو حضرت نے کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر اس کو فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قمری کو فرمایا کہ اپنے خالق کی تسبیح بیان کرو۔ تو قمری نے اسی دن سے بولنا شروع کر دیا جس کو سن کر اہل بغداد محظوظ ہوتے اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔ (بہجۃ الاسرار صہ ۷۹)

۲- شیخ ابوالمظفر اسماعیل علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی ہیتی علیہ الرحمۃ کچھ علیل ہو گئے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اس جگہ کھجور کے دو درخت خشک ہو گئے تھے چار سال سے ان پر کوئی پھل نہیں آتا تھا۔ حضرت نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز بھی ادا کی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ دونوں درخت سر سبز وشاداب ہو گئے اور ان پر پھل آنے لگے۔

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر
اے ابرِ سخائے غوث اعظم

(سفینۃ الاولیاء صہ ۷۱ مصنفہ دارا شکوہ)

۳- حضرت کا رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی البغدادی رحمۃ اللہ الباری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے قحط سالی میں مجھے دس بارہ سیر گندم عنایت فرمائی اور

ارشاد فرمایا کہ اسے ایسے برتن میں بند رکھنا جس کے دو منہ ہوں (پڑولی) جب ضرورت پڑے تو ایک منہ کھول کر حسب ضرورت نکالا لیا کرنا اور تولنا بالکل نہیں نیز اس برتن میں جھانک کر گیہوں کی مقدار کو نہ دیکھنا۔

چنانچہ ہم اس گندم کو پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک دفعہ میری بیوی نے اس پڑولی کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنی گندم ہے تو معلوم ہوا کہ جتنی گندم ڈالی تھی اتنی مقدار میں ہی موجود ہے۔ پھر یہ گندم سات دنوں میں ختم ہو گئی۔ میں نے اس واقعہ کا آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا لوترکتہ علی حالہ لا کلتم منہ حتی تموتوا اگر تم ان کو اسی طرح رہنے دیتے (یعنی ان کی مقدار کو نہ دیکھتے) تو تم ان سے مرتے دم تک کھاتے رہتے۔ (قلائد الجواہر صہ ۳۰-۳۱)

۴۔ شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک واقعہ بیان فرمایا ہے ان کی سولہ سال کی لڑکی مکان کی چھت سے اچانک غائب ہو گئی تلاش میں ناکامی کے بعد وہ غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے واقعہ سن کر فرمایا آج رات بغداد کے محلہ خوابہ کرخ میں جا کر زمین پر دائرہ کھینچو اور اس میں بیٹھ کر بسم اللہ علی بنت عبدالقادر پڑھتے رہو رات کی تاریکی میں جنات کا بادشاہ تم سے مخاطب ہو گا اسے میرے حوالے سے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا واقعہ سنانا چنانچہ رات کے پچھلے پہر میں جنات گروہ در گروہ گزرنا شروع ہوئے بادشاہ گھوڑے پر سوار ظاہر ہوا اور دائرے کے قریب آکر مخاطب ہوا۔ شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ نے واقعہ سنایا تو بادشاہ جنات جناب شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا نام نامی سنتے ہی مؤدب ہو گیا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ لڑکی کو لے جانے والے جن کو فوراً حاضر کیا جائے تھوڑی ہی دیر میں وہ جن معہ لڑکی کے حاضر کیا گیا جن نے کہا کہ

مجھے اچھی لگی اور میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی بادشاہ نے اس جن کا سر قلم کر دیا اور
اس کی والدہ کے حوالے کی۔ شیخ ابو سعید نے غوث الاعظم کی فرمانبرداری کی وجہ پوچھی تو
بادشاہ جنات نے کہا ہم ان کے فرمانبردار کس طرح سے نہ ہوں جب وہ گھر میں تمام دنیا
کے جنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی ہیبت سے جنات تھرا جاتے ہیں۔

۵- حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں اس
قسم کا ایک واقعہ موجود ہے جس کے مطابق مخدوم سید علاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی تدفین عالی
کے لئے غوث پاک محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر نے عالم رویا میں شہزادہ جنات ساکن
دمشق کو حکم دیا تھا کہ تختہ آبنوس میرے حجرہ غربی میں رکھا ہے تختہ سنگ زعفرانی جو جمال
الدین ابدال نے تبت سے منگوایا تھا۔ اور تختہ ہائے سنگ سرخ فوراً لے کر جائے اور روضہ
علی احمد صابر کی تعمیر کے لئے شاہ عبد القدوس کے حوالے کر دے حضور غوث پاک فرمایا
کرتے جو بھی عالم غیب و شہود سے بغداد میں آئے گا میرا مہمان ہے۔ (شمائل المرائخ
بار دوالخ)

سوال 110 : غوث پاک رضی اللہ عنہ کی وفات مبارک کیسے، کب اور کون سے دن
ہوئی؟

جواب : سفینۃ الاولیاء کی تحقیق کے مطابق بزمانہ خلافت ابو المظفر یوسف بن مقتفی
الملقب المشجد باللہ خلیفہ عباسی شب یکشنبہ آٹھویں یا نویں ربیع الثانی ۵۶۱ھ بغداد شریف
میں ہوئی۔ تاریخ وصال کے سلسلے میں تذکرہ نگار مختلف الرائے ہیں۔ صاحب قلائد الجواہر
کے مطابق آپ کا وصال ۱۸ ربیع الآخر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ۵۶۱ھ میں ہوا بعض نے
۵۶۲ھ کو سن وصال لکھا ہے اور ربیع الثانی کی ۸، ۹، ۱۱، ۱۸ او غیر ھا تاریخیں بیان کی ہیں۔

مرض الموت میں آپ کے صاحبزادگان کے مختلف بیانات ہیں اس ضمن میں ایک روایت خاص طور پر مشہور ہے کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب نے مرض الموت میں آپ سے وصیت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا علیک بتقوی اللہ وطاعتہ ولاتخف احدا التوحید واجماع الکل علی التوحید آپ کے ایک اور صاحبزادے عبدالرزاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرض وفات میں آپ کئی بار اپنا ہاتھ بڑھا کر وعلیک السلام فرماتے اور کہتے توبہ کرو اور ان کی صف میں شریک ہو جاؤ میں تمہاری طرف آرہا ہوں (وغیرہ) انہی باتوں میں آپ پر موت کی غنودگی طاری ہو گئی اور پھر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اپنی جان جاں آفرین کے حوالے کر دی۔

آپ کے ایک اور فرزند حضرت موسیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے بڑی صحت کے ساتھ اللہ، اللہ، اللہ تین بار فرمایا اس کے بعد آپ کی روح اقدس نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

چنانچہ آپ کو رات کے وقت آخری اور ابدی خوابگاہ میں پہنچایا گیا، نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے پڑھائی۔ باب الازج کے مدرسہ میں آپ مدفون ہوئے نماز جنازہ میں آپ کی اولاد، مریدین، محبین اور تلامذہ کے علاوہ ہزاروں فرزندان توحید شامل تھے یوں آسمان علم ومعرفت کا یہ چمکتا دمکتا سورج ہمیشہ کے لئے دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

مزارِ پرانوار

حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار بغداد (عراق) میں ہے یہ وہی مقدس ومطہر جگہ ہے اور وہی محترم و محتشم مقام ہے جہاں آپ نے سالوں درس دیا۔ واعظ ونصیحت کی مبارک محفلیں سجائیں ارشادو تلقین کی مسعود مجلسیں برپا کیں اور تشنگانِ علم ومعرفت کے قلوب واذہان کو سیراب فرمایا۔ مزار پرانوار آج بھی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ مرجع خاص وعام ہے اور بلاشبہ آج بھی آپ کا روحانی فیض جاری وساری ہے اور جب تک یہ کائنات باقی ہے آپ کا فیض بھی باقی رہے گا۔ یہ "دربار غوثیہ" کے نام سے موسوم چلا آرہا ہے اور مزار پرانوار پر حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کا یہ بلند پایہ اور یادگار قطعہ تحریر ہے۔

بادشاہ ہر دوعالم عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب وماہتاب وعرش وکرسی وقلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

سوال 111 :

جواب : وہاں پاکستانی سجادگی والا سسٹم نہیں کہ بڑا صاحبزادہ سجادہ نشین ہوگا وہ اہل ہو یا نہ ہو۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ میں ہر صاحبزادہ اپنی جگہ پر سجادہ نشین ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد پاکستان میں تشریف لاتے ہیں یا کہیں اقامت پذیر ہوتے ہیں تو درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین کہلاتے ہیں۔

پاکستان میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد کے علاوہ بے شمار درگاہیں آپ کے فیضان کرم کی زمین ہیں اور مشہور ہیں۔ فقیر سب کو لکھے تو طوالت ہوگی۔ بعض کے اسماء گرامی لکھے تو دوسرے حضرات بار خاطر ہوں گے۔ فقیر تمام کا نیاز مند ہے۔

فقط والسلام

الحمدللہ یہ مجموعہ دو تین دن میں مکمل ہوا۔

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۱۳ صفر ۱۴۲۱ھ بروز جمعرات ۱۲ بجے دن

قطب مدینہ پبلشرز

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان، مصنف اعظم اسلام، شیخ المشائخ

حضرت سرکار قبلہ الحاج پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ العالیٰ

زیدہ مجدہ کی ایمان افروز کتب کا واحد مرکز

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
کعبہ کا کعبہ	20	کن کی کنجی	24	فضائل قرآن	16
اوجھڑی کی کراہیت	20	سبز عمامے کا جواز	22	فضائل درود وسلام	24
مسواک اور ٹوتھ پیسٹ	16	ٹیلیویژن دیکھنا کیسا؟ فتویٰ	24	باکمال نابینے	24
کیا دیوبندی بریلوی ہیں؟	24	بے عمل پیر و جاہل مرید	22	قادیانی کافر کیوں	24
آئینہ مرزانما	22	برکات قدم النبی ﷺ	24	مسلمان کو کافر نہ کہو	23
قبر پر قرآن خوانی	25	کن کی زبان	16	مزارات چومنا	20
احسن البیان (حصہ اول)	70	احسن البیان (حصہ دوم)	85	کیا میت کا کھانا جائز ہے؟	30
آئینہ آغاخانی	زیر طبع	نیوتا	22	ٹوپی اور نماز	24
مزارات پر پھول چڑھاتا	زیر طبع	اخلاق ساز کہانیاں	زیر طبع	تدبیر بھی تقدیر ہے	زیر طبع
شادی پر مبارک بادی	زیر طبع	مشکل صیغے	زیر طبع	کیا سنی مسلمان مشرک ہیں	22
موت کے بعد حیات کا ثبوت	زیر طبع	دعوت اسلامی علماء اہلسنت کی نظر میں	25	ایک سو بارہ سوالاً (112)	زیر طبع
نذر و نیاز کرنے کا ثبوت	زیر طبع	کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے	زیر طبع	کیا انبیاء اولیاء سے فیض اور مدد ملتی ہے؟	زیر طبع
مدنی منوں کے مدنی نام	زیر طبع	شرح بخاری شریف (جلد اول) (پارہ اول تا تین پارہ)	زیر طبع	کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہاتھ پاؤں چومے؟	زیر طبع
اخلاق ساز کہانیاں	زیر طبع	۱۱۲ سوالات کے جوابات حوالہ میلاد شریف	زیر طبع	۱۱۱ سوالات کے جوابات ربیع الاغوث کی حقیقت میں	زیر طبع

بیت الکتب

اسٹوڈنٹ بازار رتن نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی 0320-4027536